تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

(88)

مجلسِ انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ ربوہ

انصار اللہ

صلح ۱۳۶۲ھ ش / جنوری ۱۹۸۳ء - ایڈیٹر: غلام باری سیف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلسِ انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

جمادی الاوّل سنہ ۱۴۰۳ ہجری

صلح سنہ ۱۳۶۲ ہش

جنوری سنہ ۱۹۸۳ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

مدیرانِ اعزازی

ملک صلاح الدین صاحب بھارت۔ مبارک احمد صاحب ساقی لنڈن

کمال یوسف صاحب سکنڈے نیویا

شرح چندہ ماہنامہ "انصار اللہ"

پاکستان		پندرہ روپے سالانہ ۱۵/-
امریکہ۔کینیڈا، جزائر فجی	بذریعہ ہوائی ڈاک	ایک سو پچاس ۱۵۰/- " "
	" بحری ڈاک	اسی ۸۰/- " "
دیگر ممالک	بذریعہ ہوائی ڈاک	ایک سو ۱۰۰/- " "
	" بحری ڈاک	ساٹھ ۶۰/- " "

فہرست مضامین

- اداریہ ص۲
- کمالِ تسخیر و سبوئے اکسیر (نظم) ص۷
- زبان کے آداب ص۸
- سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ص۹
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مسلسل جہاد ص۱۷
- امام شافعی علیہ الرحمۃ ص۲۴
- حاجی محمد ابراہیم صاحب خلیل مبلغ اٹلی و جنوبی افریقہ ص۲۷
- تقسیم انعامات برموقع سالانہ اجتماع ص۳۰
- کوائف سائیکل سواران " " ص۳۲
- ماہنامہ انصار اللہ اور ناظمین اضلاع کی ذمہ داری ص۳۷
- بچوں کا صفحہ "رحمۃ للعالمین" ص۴۰

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: سید عبد الحی

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

کتابت: محمد رفیق احمد ربوہ

قیمت فی پرچہ: ڈیڑھ روپیہ ۱/۵۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جلد ۲۴ | ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ | شمارہ ۱

صلح ۱۳۶۲ھش

درود و سلام

ربیع الاول کے مبارک مہینہ میں رحمۃ للعالمین دُنیا میں تشریف لائے۔ معراجِ انسانیت، شاہِ دیں، سرتاجِ مرسلیں، خیرالورٰی کی ولادت، ہجرت اور وفات اسی ماہ ہوئی۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت متاعِ ایمان ہے۔ اگر دل میں رسولِ بطحا کی محبت کی شمع روشن نہیں۔ اگر ماں باپ، اولاد اور تمام دُنیا سے زیادہ محبوب وہ ذاتِ گرامی نہیں تو ایمان کامل نہیں۔ کہ ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

تخلیقِ کائنات کی علّتِ غائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود تھا۔

حدیث قدسی ہے لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔ اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو ارض و سما بھی تخلیق نہ کرتا۔

اُس معلّمِ اخلاق نے انسان کو انسانیت کا شرف عطا فرمایا۔ اسے اخلاق کے زیور سے آراستہ کیا۔ یہ دُنیا وحشیوں کا مسکن ہوتی۔ یہاں جہالت رقص کرتی اگر براق کے شاہسوار نہ آتے۔

اس مبارک مہینہ کا تقاضا ہے کہ ہم شب و روز آپؐ پر دُرود بھیجیں۔ اپنے خالق کے حضور سجدہ ریز ہوں تو محسنِ انسانیت، آمنہ کے لال کے لئے خدا سے دُعا کریں۔ لب جنبش میں آئیں تو دُرود و سلام ہو۔ اُن کے احسانات کو یاد کر کے آنکھ تر ہو اور ہاتھ آپ کے لئے خدا کے حضور بلند ہوں۔

اور آپ کی خدمت میں ہدیہ یہ ہے کہ آپ کے ارفع مقام سے دُنیا کو رُوشناس کرایا جائے۔ آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہوں۔

کہ اب خدا کی محبت آپ کی اتباع پر موقوف ہے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ نے اعلان کر دیا

قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

اگر خدا کی محبت حاصل کرنا چاہتے ہو تو محمّد مصطفےٰ صلّے اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کرو۔ خدا تم سے محبت کرنے لگے گا۔

اس برگزیدہ اور زندہ رسول کو خراجِ تحسین یہی ہے کہ زبان آپ پر درود وسلام بھیجے اور عمل آپ کی سنّت پر ہو۔ آپؐ کی سیرت کو اپنائیے کہ یہی زیورِ اخلاق ہے۔ یہی اخلاق کا سرچشمہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرح خدا کے عبد بنیئے، مخلوق سے ہمدردی کیجئے، وہ رحمۃ للعالمین ہیں تو ہر طرف رحمت کے پھول بکھریئے۔ آپؐ کی رحمت عام تھی سب جہانوں کے لئے، اپنوں کے لئے، بیگانوں کے لئے، بڑوں کے لئے، چھوٹوں کے لئے، کالوں کے لئے، گوروں کے لئے، دوستوں کے لئے، دشمنوں کے لئے۔ پھر آپؐ کے رحم وکرم سے کوئی کیوں محروم ہو۔

القصّہ مختصر، اگر لب پر آپؐ کا نام ہے تو عمل سے بھی آپؐ کے اسوہ کا ہی اظہار ہو۔

اَے اللہ اس برگزیدہ رسول صلے اللہ علیہ وسلّم کی طرف منسوب ہونے والے ہر شخص کو آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

مہمان جو کر گئے اُلفت

مسیح پاک کے مہمانوں سے ربوہ کی سرزمین ایک بار پھر پُر رونق ہوئی۔ کن جذبات، کیسی امنگوں سے وہ آئے۔ وہ آئے تو دلوں کی کلیاں چٹک اٹھیں۔ آنکھوں میں خوشی سے آنسو اُمڈ آئے۔ اُن کے آنے سے ایک بار پھر آنکھ نے اس حقیقت کا مشاہدہ کیا۔

یاتون من کلّ فجٍّ عمیق

کہ دُور دراز سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ اور ہماری آنکھوں نے دیکھا۔ اگر انڈونیشیا سے عشّاق وارد ہوئے تو مخلصین امریکہ سے بھی آپہنچے۔ فجی اور ماریشس سے پروانے آئے تو مغربی افریقہ سے بھی رُوح بلالی رکھنے والے لبیک کی صدا بلند کرتے ہوئے آئے۔ سفید پرندے پہنچے تو ایشیا کے مختلف ملکوں کے پروانے بھی شمع کے گرد منڈلانے لگے۔

کس خلوص، دعاؤں، ذکرِ الٰہی، باجماعت نمازوں سے انہوں نے یہاں دن گذارے۔ مسیح پاک کے مہمان ہمارے گھروں میں آئے تو در و بام سے خوشیاں برسیں۔

اور وہ گھروں کو رخصت ہوئے تو ہمیں اداس کر گئے۔ اَب ہم سال بھر ان مبارک دنوں کا انتظار کریں گے۔ آنکھیں چشم براہ ہوں گی کہ پھر کب یہ دن اور یہ بہار آتی ہے۔

خدا کی رحمتیں ہوں اُس موعود پر جس نے اس مبارک جلسہ کی بنیاد رکھی۔ اُس کے دسترخوان سے لاکھوں نے کھانا کھایا۔ لاکھوں سامعین آئے۔ لیکن کیا مجال جو کہیں آویزش ہوئی ہو۔ کہیں جھگڑا ہوا ہو۔ آفرین مسیح پاک کی جماعت کے ضبط کو، اخلاص کو، فہم و دانش کو،

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ مومنوں کے اخلاص، ایمان، اور علم میں برکت عطا فرماوے۔ ہر دن یہ تقویٰ میں ترقی کریں۔ ہر ہر رات ان کی معرفت میں اضافہ ہو۔ اُن کی زندگیاں خدا اور اُس کے رسول کے ارشادات کے مطابق بسر ہوں۔ یہ ابراہیمی طیور سلامتی سے جائیں اور پھر سلامت واپس آئیں۔ ؎ سلامت روی و باز آئی

آمین یا ربّ العالمین

عَدل وانصَاف

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلّم میں مسیح پاک کی آمد کی ایک غرض یہ بیان کی گئی ہے

ویملاء الارض عدلاً و قسطاء کما ملئت جوراً

کہ وہ موعود جب آئے گا تو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح کہ وہ پہلے جَور و ظلم سے بھری تھی۔

قوموں کی زندگی، معاشرہ کی سلامتی، افراد کی خوشحالی کے لئے عدل کا قیام بے حد ضروری ہے۔ جہاں ہر فرد مطمئن ہو کہ اُس سے عدل ہو گا۔ وہیں جنّت ارضی ہے۔

قرآن مجید میں سب سے زیادہ جس خُلق کی مذمّت آئی ہے وہ ظلم ہے۔ اور اس کی نقیض اور ضدّ انصاف ہے۔ جس کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی آخری تقریر میں جماعت کو بلایا ہے۔

حضور نے فرمایا ہماری جماعت کو عدل کے استحکام کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ اور ہمارے عدل کا دامن ساری مخلوق کے لئے وسیع ہو۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ولا یجرمنّکم شناٰن قومٍ علیٰ الّا تعدلوا

کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر نہ اُکسائے کہ تم اُن سے عدل نہ کرو۔ فرمایا اِعْدِلوا ھُوَ اقربُ للتقوٰی۔ انصاف کرو۔ تا خدا کی محبّت اور تقویٰ حاصل کر سکو۔ (المائدہ آیت : ۹)

جماعت کو اپنے پیارے امام کے اس ارشاد کو حرزِ جان بنانا چاہیئے کہ حضرت اقدس کی بعثت کی غرض، احدیت کے قیام کا ایک مقصد انصاف کا قیام ہے۔

مسلماں را مسلمان باز کردند

معاصر جنگ ۱۹ دسمبر ۱۹۸۲ء کے اداریہ میں زیرِ عنوان " فاعتبروا یااُولی الابصار " مسلمان پر ڈھائے جانے والے مظالم کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے :-

" سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عالمِ اسلام پر ظلم وستم کے یہ پہاڑ کیوں ٹوٹ رہے ہیں۔ کیوں مسلمان من حیث الامّۃ دُنیا بھر میں ذلیل وخوار اور تضحیک کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس المیہ کی ایک ہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کی تعلیمات سے مُنہ موڑ لیا ہے .... وہ اللہ کا سہارا چھوڑ کر دُنیا کے سہارے تلاش کر رہے ہیں "

معزز معاصر مزید لکھتا ہے :-

" آج دُنیا کا کوئی ایک مسلمان مُلک بھی یہ دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ وہاں مکمل اور صحیح معنوں میں اسلام کا نظامِ حیات رائج ہے۔ حالانکہ اسلام ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ پُورے کے پُورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔"

معاصر نے مرض کی تشخیص بھی صحیح کی اور علاج بھی ٹھیک تجویز کیا۔ المیّہ یہی ہے کہ ہم اسلام کا نام تو لیتے ہیں لیکن قرآن کے احکام کو پسِ پشت پھینکتے ہیں۔ مُنہ سے تو اُسے کلام اللہ کہتے ہیں۔ لیکن اس پر عمل نہیں کرتے۔ اُسے زبان سے پڑھتے تو ہیں لیکن اُسے اپنی زندگیوں میں جاری نہیں کرتے۔ قرآن وحدیث کے بیان فرمودہ حقائق اٹل اور ابدی ہیں۔ لیکن ہم حاملینِ قرآن نہیں رہے۔ اس زمانہ کے مصلح حضرت اقدس فرماتے ہیں :-

" وہی تازہ بتازہ قرآن موجود ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کہا تھا۔ اِنّا نحن نزّلنا الذکر و انّا لهٗ لحافظون۔ بہت سا حصّہ احادیث کا بھی موجود ہے اور برکات بھی ہیں۔ مگر دلوں میں ایمان اور عملی حالت بالکل نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اس لئے مبعوث کیا ہے کہ یہ باتیں پھر پیدا ہوں۔ خدا نے جب دیکھا کہ میدان خالی ہے تو اس کی الوہیت کے تقاضا نے ہرگز پسند نہ کیا کہ یہ میدان خالی رہے "۔ (ملفوظات جلد اوّل ص۳۹۵)

حضور کی بعثت کا مقصد یہی ہے کہ پھر ہمارا ضابطۂ حیات قرآن ہو۔ ہم اس پر عمل کریں۔ گفتار کے غازی نہیں کردار کے غازی بنیں اور دیکھنے والی آنکھ دیکھتی ہے کہ ایک قافلہ بفضلہٖ تعالیٰ اس جانب رواں دواں ہے۔ مولانا نیاز فتح پوری نے اپنے رسالہ نگار میں لکھا :-

" اور یہی وہ چیز تھی جس نے مجھے احمدی جماعت کی تعریف کرنے پر مجبور کر دیا۔ کیونکہ اس وقت تمام ان جماعتوں میں جو اپنے آپ کو اسلام سے منسوب کرتی ہیں۔ صرف یہی ایک جماعت ایسی ہے جو آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتی ہے۔ صرف یہی ایک جماعت ایسی ہے جو بانیٔ اسلام کی متعیّن کی ہوئی شاہراہ زندگی پر پُوری استقامت کے ساتھ

گامزن ہے ...... صرف یہی ایک جماعت ایسی ہے جس نے اس نکتہ کو اصل ایمان محض اقرار باللسان نہیں بلکہ اقرار بالعمل ہے۔ اور اپنی مضبوط تنظیم و استقامتِ کردار سے زندگی کی راہیں بدل دیں۔ ذہنی ماقدار بدل دیئے۔ زاویۂ فکر و نظر بدل دیا اور مسلمانوں کو پھر اُس راہ پر لگا دیا جو بانیٔ اسلام نے متعین کی تھی۔"

(نگار ۱۹۔ نومبر ۱۹۵۹ء)

نئی نسل سے ایک بزرگ کی توقعات

محترم حاجی خلیل الرحمان خان پشاور سے لکھتے ہیں :۔

" یہ خط بدیں غرض لکھ رہا ہوں کہ ہماری موجودہ نسل بانئے احمدی حضرت اقدس کی کتب کے مطالعہ سے بالکل ناواقف ہیں۔ کیونکہ مرکز سے رسالہ جات اور اخبارات لٹریچر شائع ہوتا ہے۔ ان کے پڑھنے سے ہی فراغت نہیں ملتی۔ اگر آپ حضرت اقدس کی کُتب میں سے بعض خاص اور اہم مقامات سے اپنے رسالہ جات میں شائع کر دیا کریں تو لوگوں کو اس طریق سے حضور کی کُتب کے مطالعہ کا شوق بھی پیدا ہو جائے گا۔ اور علم اور معلومات میں زیادتی ہو جائے گی۔ میں نے حضور کی کتب قریباً سب پڑھی ہیں۔ آج کل حقیقۃ الوحی، آئینہ کمالاتِ اسلام، براہین احمدیہ حصّہ چہارم، ازالہ اوہام اور چند دیگر کُتب پڑھ چکا ہوں۔ مجھے پڑھ کر ایسا معلوم ہوتا رہا ہے کہ میں نے ان کتب کو نہیں پڑھا ہے۔ گو بعض کتابوں میں نشان بھی لگے ہیں "

دینی لٹریچر کا مطالعہ صرف دینی معلومات کو ہی نہیں بڑھاتا وہ ہماری روحانی ترقی کا بھی موجب بنتا ہے۔ نیک جذبات ہمالح تمنائیں پیدا ہوتی اور بڑھتی ہیں۔ جب ہم کسی مذہبی شخصیت کی تصنیف یا سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم گویا اُن کی صحبت یا قدموں میں بیٹھتے ہیں۔ ایک بار مجھے حضرت اقدس کے ایک قدیم رفیق بھائی عبدالرحیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کی توفیق نصیب ہوئی۔ آپ صاحب فراش تھے۔ اثنائے گفتگو انہوں نے فرمایا حضرت اقدس کی کتب کا مطالعہ بڑھاؤ۔ یہ ملائکہ کی تائید سے لکھی گئی ہیں۔ یہ نیکی کی طرف رغبت اور بدی سے نفرت دلاتی ہیں۔ ہم نے اپنے بزرگوں کو دیکھا ہے حضرت اقدس کی کُتب کا مطالعہ ان کی رُوح کی غذا تھی۔ اس کا نتیجہ تھا کہ ان کی دینی معلومات اور علم مبلغین کے برابر تھا اور ان کا دینی جذبہ یہ تھا کہ وہ ہزار جان سے سلسلہ پر نثار تھے۔ خدا اور اُس کے رسول سے اُن کی محبّت بے مثال تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس کو الہاماً فرمایا تھا۔ آسمان سے بہت دُودھ اُترا ہے لئے محفوظ رکھو۔ وہ دودھ یہی دینی علوم ہیں۔ حدیث شریف میں مسیح اور مہدی کے بارہ میں آیا ہے یفیض المال۔ جب وہ موعود آئے گا تو مال تقسیم کرے گا۔ وہ مال یہی آسمانی موتی اور ہیرے ہیں۔ بھر لو اپنی جھولیاں۔ سمیٹ لو ان موتیوں کو اپنے دامانوں میں۔

بسم اللہ مجرها ومرسها

نئے سال سے رسالہ "انصاراللہ" بچوں کے لئے اُن کے صفحہ کا آغاز کر رہا ہے۔ انصاراللہ کا اہم کام بچوں کی تربیت ہے۔ ہم نے اللہ کے فضل اور اُس کی تائید سے نئی نسل کو احمدیت کا امین بنانا ہے۔ آج کے بچے کل کے جوان ہوں گے۔ ہمارا فرض ہے کہ یہ احمدیت میں پروان چڑھیں۔ اگر ہم اس فرض سے غافل ہوں گے تو خدا کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔

ہم ان چند سطور کے ذریعہ دردمند اہل قلم بزرگوں سے اپیل کرتے ہیں وہ اپنے وقتِ عزیز سے کچھ وقت اپنے بچوں کی تربیت کے لئے ضرور نکالیں کہ وقت کا مصرف نئی نسل کی تربیت سے بہتر کیا ہو سکتا ہے۔ اور اُن بچوں کا بھی آپ پر حق ہے۔

کمال تسخیر و سبوئے اکسیر

از مکرم جناب سلیم شاہجہانپوری صاحب۔ نواب شاہ

عمل کی ترغیب دے رہا ہے دُعا میں تاثیر دے رہا ہے
یقینِ محکم مِرے جنوں کو کمال تسخیر دے رہا ہے

نئی امنگیں، نئے ارادے، نئی منازل نرالی راہیں
یہ عزمِ صادق مِرے عمل کو عنان تدبیر دے رہا ہے

ہر ایک ذرّہ ہے مہر خاور، ہر ایک قطرہ ہے ماہِ انور
کوئی تو اس تیرہ خاکداں کو یہ شانِ تنویر دے رہا ہے

کہاں یہ انساں ضعیف نسیاں؟ کہاں یہ جرم خطا و عصیاں
یہ کون اس کرم بے حقیقت کو اذنِ تقصیر دے رہا ہے

وہ قلبِ مضطر کی راحتیں ہیں وہ میرے آقا کی نعمتیں ہیں
اذیتیں روز و شب جو مجھ کو عدو بے پیر دے رہا ہے

یقیناً اِس دارِ بے بقا میں جو خدمت خلق کر رہے ہیں
انہیں وہ خلّاقِ بزمِ عالم سبوئے اکسیر دے رہا ہے

عمل جو اس پر کرو گے یارو تو مقصدِ دل بھی پا ہی لو گے
پیامِ حق روز و شب جو تم کو سلیم دل گیر دے رہا ہے

ایڈیٹوریل

زبان کے آداب

بہت پہلے رسالہ انصار اللہ میں انسانی جوارح کے آداب تحریر کئے جاتے تھے۔ اسی تسلسل میں آج ہم زبان کے آداب کے بارہ میں کچھ بیان کرنا چاہتے ہیں

کسی نے بہت اچھا کہا ہے کہ لفظ زبان کا اگر ایک نکتہ بڑھ جائے تو زیان ہو جائے۔ زیان کے معنے ہوتے ہیں نقصان۔ یعنی اگر اپنی جائز حد سے زبان تجاوز کر جائے تو بولنے والے کے لئے نقصان کا موجب ہو جاتی ہے۔

ترمذی کی حدیث ہے۔ ایک صحابی نے عرض کیا ما النجوٰۃ یا رسول اللہ۔ پیغمبر خدا! نجات کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَمْسِكْ علیك لسانك۔ زبان کو قابو میں رکھ۔ کسی نے کیا خوب کہا پہلے سوچو پھر بولو۔ بات کو فہم و دانش کے ترازو میں تول کر زبان سے نکالو۔
دوسری حدیث کے راوی حضرت ابوہریرہؓ ہیں۔ آپ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ الرَّجل لیتکلّم بالکلمۃ لا یریٰ بھا باسًا یھوی بھا سبعین خریفًا فی النّار۔ کہ آدمی بعض دفعہ زبان سے ایک کلمہ نکالتا ہے وہ خیال کرتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ کلمہ اسے جہنم میں گرانے کا موجب ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث ہمیں انتباہ کرتی ہے کہ بہت سوچ سمجھ کر کلام کریں کیا پتہ ہمارے مُنہ سے نکلنے والا کلمہ کتنے فساد اور خرابی کا موجب ہو۔ خدا کو ناراض کرنے کا سبب بن جائے۔

ایک اور صحابی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاکت ہو اُس آدمی کے لئے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے ہی بات کرتا ہے۔ یہ حدیث بھانڈ اور میراثیوں کے پیشہ کے بارہ میں ہے۔ جو پھبتیاں کس کر یا بے مقصد گفتگو کر کے لوگوں کا ذوق خراب کرتے ہیں۔ انہوں نے اس کو کسب معاش کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ مومن کو رزق کریم کے لئے دُعا کرنی چاہیئے۔ ایسے پیشے جو عزّت نفس کے خلاف ہوں انہیں مومن کو اختیار نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ طیّب نہیں۔ وہ وقار کے منافی ہیں۔ حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی فوت ہوئے تو دوسرے صحابی نے کہا اُسے جنّت کی خوشخبری ہو۔ اس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے کیا پتہ شاید اُس نے بے مقصد بے فائدہ بات کی ہو۔ یا ایسا بُخل کیا ہو جس سے اُس کے مال میں کچھ کمی نہ ہوتی۔ (ترمذی ابواب الزہد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی بلال بن حارث مزنیؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ تم میں سے کوئی شخص ایسی بات مُنہ سے نکالتا ہے جس کے متعلق اسے خیال بھی نہ تھا کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ وہ بات خدا کی رضا کا موجب بنتی ہے۔ اور کبھی ایسی بات کرتا ہے جس کے بارہ میں یہ خیال بھی نہ تھا لیکن اس کا نتیجہ بُرا نکلتا ہے چنانچہ وہ بات خدا کی ناراضگی کا موجب ہو جاتی ہے۔ پہلے شخص کو یوم البعث تک خدا کی رضا نصیب ہو جاتی ہے اور دوسرے کو ناراضگی۔ (ترمذی باب ماجاء فی قلۃ الکلام)

اسی حدیث پر امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے باب ہی یہ باندھا ہے کہ بات کم کرے۔ صوفیا نے اسی لئے کہا خدا کی محبت کے لئے ضروری ہے کہ بات کم کرو۔ کم سوؤ۔ کم کھاؤ۔ ایک موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم اپنے دو اعضاء کی حفاظت کرے تو اس کا یہی فعل جنت کا ضامن بن سکتا ہے۔ ایک اُن میں سے آپ نے زبان کو قرار دیا اور دوسرا جنسی جذبات کا منبع ٭

سیرت رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم

(اگلی نسلوں کی تربیت)

مکرم و محترم مولانا نسیم سیفی صاحب وکیل التصنیف تحریک جدید نے یہ مقالہ سالانہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ منعقدہ ۱۹۸۲ء میں پڑھا ـــــــــ (ادارہ)

میرے محترم دوستو! میری تقریر کا موضوع ہے سیرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم ۔ اگلی نسلوں کی تربیت ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کی ہر بات اور ہر فعل اُمّت کی تربیت کا باعث تھا ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلّم قیامت تک کے لئے مبعوث ہوئے تھے یعنی اپنے زمانے سے لے کر اس دُنیا کے آخری دن تک کے لئے ۔ اور حضور نے جو کچھ بھی فرمایا ۔ وہ اس سارے زمانے کے لئے تھا ۔ جنہوں نے سُنا ۔ یعنی بذاتِ خود سُنا ، ان کے لئے بھی ۔ اور جو بعد میں آنے والے تھے ان کے لئے بھی ۔ اسی لئے تو حضور کے اقوال و افعال جمع کرنے کے اللہ تعالیٰ نے سامان پیدا فرمائے ۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ قرآن کریم ہی کو حضور کے کردار یعنی سیرت کا نمونہ قرار دے دیا ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا تھا کہ حضور کی زندگی کیسی تھی یعنی حضور کے اخلاق کیسے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ حضور کے خُلق تو قرآنِ کریم تھے ۔ یعنی حضور کی زندگی ، حضور کی سیرت کا مشاہدہ کرنا ہو تو قرآن کریم کا مطالعہ کرو ۔ غالباً اسی لئے سیدنا حضرت مصلح موعود نے "سیرت خیر الرسل" میں رقم فرمایا :-

"سیرتِ نبویؐ کے لکھنے کے مختلف طریق ہیں ۔ اوّل تو یہ کہ عام تاریخوں سے لکھی جاوے ۔ دوسرے یہ کہ احادیث سے جمع کی جاوے ۔ تیسرے یہ کہ قرآن شریف سے اقتباس کی جاوے ۔ پہلا ماخذ تو بہت ادنیٰ ہے کیونکہ اس میں دوست دشمن کی رائے کی تمیز کرنا ایک مشکل بلکہ محال کام ہے ۔ دوسرا ماخذ یعنی حدیث سے واقعات کا جمع کرنا زیادہ قابلِ اعتبار ہے ۔ کیونکہ مؤرخین کی طرح محدثین ہر ایک سُنی سُنائی بات کو نہیں لکھ دیتے بلکہ روایت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم تک برابر چلاتے ہیں ، اور پھر روایت کرنے والوں کے چال چلن کو خوب پرکھ کر اُن کی روایتؐ نقل کرتے ہیں ۔ تیسرا طریق قرآن شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت لکھنے کا ہے اور یہ سب سے اعلیٰ اور اکمل اور تمام نقصوں سے پاک ہے ۔ لیکن یہ کام بہت ذمہ داری کا ہے ۔"

حضرت مصلح موعود کی یہ تحریر نہ صرف اپنی ذات میں سیرت نگاری کی طرف صحیح راہنمائی کرتی ہے بلکہ ہم سب کو اس بات کی تلقین عمل

کرتی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو قرآن ہی کے آئینہ میں دیکھنے کی کوشش کی جائے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ قرآن مجید رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات کو اس طرح بیان تو نہیں کرتا جس طرح حدیث یا تاریخ میں بیان کئے گئے ہیں۔ لیکن زندگی کے واقعات کی کُنجی تو زندگی کے اصول ہوتے ہیں۔ اگر ایک شخص سچّا ہے تو سچ اس کی زندگی کی سیرت کا حصّہ ہے۔ واقعات ثانوی حیثیت رکھتے ہیں اور محض اور محض اس اصولی اور بنیادی بات کو ثابت کرنے کے لئے پیش کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ایک سچے آدمی کی زندگی میں سچائی کے اظہار کے لئے بے شمار واقعات مل جائیں گے۔ یہی حال اس کی امانت اور دیانت کا ہے اور تعلقاتِ عامہ اور روز مرّہ کی دیگر مصروفیات سے تعلّق رکھنے والی باتوں کا ہے۔ سیرت کے مطالعہ کا اصل مقصد یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ واقعات پڑھے جائیں۔ واقعات پڑھ کر ایک ایسا نتیجہ اخذ کرنا مقصود ہوتا ہے۔ جسے ہم اپنی زندگی کا جزو لاینفک بنا سکیں۔ اگر بہت سے واقعات بتائیں کہ ایک انسان سچّا انسان ہے تو ہم نے لازمًا ان واقعات کو تو دہرانا نہیں ہوتا بلکہ سچائی کی حقیقت کو اپنی زندگی پر وارد کرنا ہوتا ہے اور اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات میں سچائی کو بنیادی حقیقت بنانا ہوتا ہے۔

قرآن مجید سے ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات تلاش نہیں کریں گے بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی میں پیش آنے والے واقعات کے نتیجہ میں حضورؐ کا جو کردار، حضور کا جو اسوہ سامنے آتا ہے۔ اس کی طرف نگاہ مبذول کریں گے اور اسے اپنی زندگی کے لئے مشعلِ راہ بنائیں گے۔ اور اپنی راہوں کی اقدار متعیّن کریں گے۔

اگر اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں یہ فرمایا کہ

لَقَد کَانَ لَکُم فِی رَسُولِ اللّٰہِ اُسوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔ فَمَن کَانَ یَرجُوا اللّٰہَ وَالیَومَ الآخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیرًا۔

تو اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ یہ بات فرمانے سے قبل رسول کریم صلّے اللہ علیہ وسلم کا اسوہ مشاہدہ میں آچکا تھا۔ ہر بات میں اعلیٰ ہر فعل میں اکمل۔ جبھی تو اللہ تعالےٰ نے اس کی طرف توجہ دلائی۔ گویا کہ یہ بات ثابت شدہ تھی کہ حضور سب کے لئے ایک نہایت پیارا اسوہ تھے اور "سب کے لئے" کے الفاظ سے مراد واقعی سب کے لئے ہے۔ اللہ تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ صرف وہ لوگ جو حضور کی جسمانی معیت میں ہیں۔ ان کے لئے حضور اسوہ ہیں۔ حضور اسوہ ہیں تمام دُنیا کے لئے، تمام آنے والے زمانوں کے لئے۔ اور تربیت کا اس سے بہتر طریق کیا ہو سکتا ہے کہ انسان اپنی تربیت یافتہ اور تربیّت دینے والی زندگی لوگوں کے سامنے پیش کرے اور انہیں اس بات کی تلقین کرے کہ ایسی زندگی بسر کرو۔ ہر وہ شخص جو ویسی زندگی بسر کرے گا۔ اس سے مستفید ہوگا۔ اور مستفیض ہوگا۔ اور اسی طرح مستفید و مستفیض ہوگا جس طرح وہ لوگ جنہیں جسمانی معیت حاصل تھی۔ جو شب و روز، صبح و مسا ساتھ رہتے تھے۔ چونکہ اس مضمون کا تعلّق ہماری اپنی تربیت سے ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑا سا ذکر اُن لوگوں کا بھی ہو جائے جنہوں نے حضورؐ کی زندگی میں تربیت حاصل کی۔ اور انسب یہ ہے کہ حضور کے رُوحانی فرزندِ جلیل حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیّہ کی زبانی یہ ذکر ہو جائے۔ برکات الدعا کی چند سطور سُنئیے :-

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں

کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوگئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دُنیا میں ایک ایسا انقلاب پیدا ہُوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔"

نیز حضور فرماتے ہیں :۔

"ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی اصلاح نہایت وسیع اور عام اور مسلّم الطوائف تھی اور یہ مرتبہ اصلاح کا کسی گذشتہ نبی کو نصیب نہیں ہُوا۔ اور اگر کوئی عرب کی تاریخ کو آگے رکھ کر سوچے تو اسے معلوم ہوگا کہ اس وقت کے بُت پرست اور عیسائی اور یہودی کیسے متعصب تھے اور کیونکر ان کی اصلاح کی۔ صدہا سال سے نومیدی ہوچکی تھی پھر نظر اُٹھا کر دیکھئے کہ قرآنی تعلیم نے جو ان کے بالکل مخالف تھی کیسی نمایاں تاثیریں دکھلائیں اور کیسے ہر ایک بد اعتقاد اور ہر یک بدکاری کا استیصال کیا۔"

خاص طور پر تربیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں :۔

"اصل حقیقت یہ ہے کہ سب نبیوں سے افضل وہ نبی ہے کہ جو دُنیا کا مربّی اعظم ہے۔"

اور یہ کہ تربیت کا عملِ مقدس آج تک جاری ہے اور جاری رہے گا۔ اس کے متعلق حضور فرماتے ہیں :۔

"جب سے کہ آفتابِ صداقت ذاتِ بابرکات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم دُنیا میں آیا اُسی دم سے آج تک ہزارہا نفوس جو استعداد اور قابلیت رکھتے تھے متابعتِ کلامِ الٰہی اور اتباع رسول مقبولؐ سے مدارج عالیہ مذکورہ بالا تک پہنچ چکے ہیں اور پہنچتے جاتے ہیں اور خدا تعالےٰ اس قدر ان پر پے در پے اور علی الاتصال تلطفات و تفضلات وارد کرتا ہے اور اپنی حمائتیں اور عنائتیں دکھلاتا ہے کہ صحافی نگاہوں کی نظر میں ثابت ہوجاتا ہے کہ وہ لوگ منظورانِ نظرِ احدیت ہیں۔"

مزید فرماتے ہیں :۔

"میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی سچّے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔"

ابھی ابھی جو دو اقتباس مَیں نے آپ کی خدمت میں پیش کئے ہیں ان سے تربیت حاصل کرنے کی مبادیات اور ضروریات بھی کھل کر سامنے آجاتی ہیں۔ ایک تو ہے استعداد یعنی ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق ہی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم سے تربیت حاصل کرسکتا ہے اور دوسرے یہ کہ تربیت حاصل کرنے کے لئے پیروی کا عزم اور محبّت کا جذبہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ قرآن مجید نے بھی تو اس بات کو واضح طور پر پیش فرمایا ہے کہ لوگ استعداد ہی کے مطابق حاصل کریں گے۔ یہ لازمی بات ہے کہ ہمیں ان باتوں کا ہر وقت احساس رہے اور ہم ہر وقت تربیت حاصل کرنے کی نیّت کو مضبوط سے مضبوط تر بناتے چلے جائیں۔

مَیں نے شروع میں ذکر کیا تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کے خُلق قرآن کریم تھے۔ قرآن مجید میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنّکَ لعلیٰ خلق عظیم۔ اسی ایک چھوٹی سی آیت میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کے اسوہ کے متعلق سب کچھ کہہ دیا گیا ہے۔ جو خلقِ عظیم رکھتا ہو اس سے تربیت حاصل کی جاتی ہے۔ حضرت اقدس مسیح آخرالزمان نے تو فرمایا ہے کہ جو شخص تیز طبیعت رکھتا ہو اور تُرشی سے بات کرنے کا عادی ہو اسے بچّوں کا بھی مربی نہ لگایا جائے۔ بڑے تو تیزی اور تُرشی کو بالکل ہی برداشت نہیں کر سکتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نرم طبیعت اور پُرحکمت گفتگو کی طرف اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے۔

فبما رحمةٍ من الله لنت لهم ولو كنت فظًّا غليظ القلب لا انفضّو من حولك۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی نرمی اور رؤفت کا یہ مُنہ بولتا ثبوت ہے۔ لوگ حضورؐ کے گرد اس طرح اکٹھے ہوئے کہ کبھی کسی نبی کے گرد اس طرح اکٹھے نہ ہوئے تھے۔

حضرت مصلح موعود اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:۔

" مگر آپؐ کے اخلاق کو دیکھو کہ ایسی آزاد قوم باوجود ہزاروں کینوں اور بغضوں کے جب آپ کے ساتھ ملی ہے اُسے اپنے سَر پیر کا ہوش نہیں رہا۔ وہ سب خود سَری بھُول گئی اور آپ کے عشق میں کچھ ایسی مست ہوئی کہ وہ آزادی کے خیال خواب ہو گئے اور یا تو کسی کی ماتحتی برداشت نہ کرتی تھی یا آپ کی غلامی کو فخر سمجھنے لگی۔ اللہ اللہ بڑے خونخوار اور وحشی عرب مذہبی جوش سے بھرے ہوئے قومی غیرت سے دیوانہ ہو کر آپ کے خون کے پیاسے ہو کر آپ کے پاس آتے تھے اور ایسے رام ہوتے تھے کہ آپ ہی کا کلمہ پڑھنے لگ جاتے تھے .... میں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی مصلح ایسے وسیع اخلاق لے کر دُنیا میں نہیں آیا جیسا ہمارا آقا۔ اور اس لئے کسی مصلح کی جماعت نے ایسی فدائیت نہیں دکھائی جیسے ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے صحابہؓ نے۔ چنانچہ بخاری شریف میں صلح حدیبیہ کے واقعات میں مسعود ابن مخرمۃ کی روایت ہے کہ جب آپ حدیبیہ میں ٹھہرے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تھوکتے تھے تو صحابہ رضی اللہ اُچک کر آپ کا تھوک اپنے مُنہ اور ہاتھوں پر مَل لیتے تھے اور جب وضو کرنے لگتے تو وضو کے بچے ہوئے پانی کے لینے کے لئے اس قدر لڑتے کہ گویا ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے۔ اور جب آپؐ کوئی حکم دیتے تو ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر اس کی تعمیل کرتے اور جب آپ بولنے لگتے تو سب اپنی آوازوں کو نیچا کر لیتے۔"

یہ حکایت لذیذ ہے اور لمبی۔ لیکن وقت کم۔ بہرحال یہ بات تو واضح ہو گئی کہ اللہ تعالےٰ نے لنت لهم کے جو الفاظ قرآن کریم میں بیان فرمائے ہیں وہ اس کیفیّت کے اظہار کا نتیجہ ہیں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم سے ظاہر ہوئی۔ فظًّا غليظ القلب والی بات ہوتی تو لوگ کبھی قریب نہ آتے یا قریب آتے تو زیادہ دیر وہاں ٹھہر نہ سکتے اور تیزیٔ طبیعت کی تاب نہ لا کر وہاں سے دُور بھاگ جاتے۔ اس سے رہتی دُنیا تک کے لوگوں کو یہ قیمتی سبق ملتا ہے کہ لوگوں کو پاس لانا چاہتے ہو تو فَظًّا غليظ القلب والی کیفیت سے بچو اور لنت لهم کی تفسیر بن جاؤ۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی زندگی کی یہی ایک بات لے لی جائے اور عزم بالجزم کے ساتھ اس کو اپنا لیا جائے تو معاشرہ

بدل جائے اور ہر طرف خوشیاں اور مسرت بکھرنے لگیں۔ تیزیٔ طبیعت نے کہاں کہاں اور کس قدر رخنے ڈالے ہیں۔ اگر اس کی طرف نظر دوڑائی جائے تو یوں معلوم ہوگا کہ انسانی کا بدن زخم زخم ہے۔ اور پنبہ کجا کجا نہم والی بات درپیش ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :-

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

اور اس میں کیا شک ہے کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم ہر شخص اور ہر چیز کے لئے ایک رحمت کا ظہور تھے۔ حضور رحمت تھے انسانوں کے لئے۔ مردوں، عورتوں، بچوں، کالے، گورے، غریب، امیر۔ گویا ہر انسان کے لئے۔ حضورؐ رحمت تھے حیوانوں کے لئے جمادات کے لئے۔ نباتات کے لئے۔ کیا ہم بھی اپنی استعداد کے مطابق اور اپنے محدود دائرے میں رحمت بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کریں تو یقیناً ہم ہر لحظہ یہ محسوس کریں گے کہ حضورؐ ہماری تربیت فرمارہے ہیں اور ہم اپنی استعداد کے مطابق ہر چیز کے لئے رحمت بنتے جارہے ہیں۔ قوت قدسی سے متاثر ہونے کی استعداد ہم نے پیدا کرنی ہے۔ اگر قرآن مجید صرف خدا سے ڈرنے والوں کے لئے رہنمائی کا باعث ہے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے بھی وہی متأثر ہوگا ۔۔ اور مستفیض ہوگا ۔۔ جو اپنے آپ کو اس کا اہل بنائے گا۔ حضورؐ کی مثال حضور کا اسوہ ہے اور حضور کا اسوہ ہمارا مربی۔ حضور کی زندگی ہی سے ہم نے تربیت حاصل کرنی ہے۔ اور جو کچھ حضور کی زندگی کے متعلق قرآن کریم میں مذکور ہے۔ اس کا مطالعہ ہی ہمیں ان نتائج تک پہنچا سکتا ہے۔ جو پیروی سے یا تربیت سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کی جانی ضروری ہے کہ تربیت اور اطاعت لازم ملزوم ہیں۔ یہ ممکن نہیں کہ انسان اطاعت تو نہ کرے لیکن جسے مطاع کہتا ہے اس کی تربیت سے مستفیض ہونے کا متمنی ہو۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے تربیت حاصل کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ حضور کی اطاعت کی جائے۔ بلکہ حضور کے اشاروں تک کو سمجھا جائے اور ان کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا ذکر فرمایا اور اس اطاعت کو مبہم نہیں رکھا بلکہ اس کے نتیجہ سے آگاہ کیا ہے۔ اور اس نتیجہ کے حصول کی خواہش اطاعت پر نہ صرف مائل کرتی ہے بلکہ فطرتاً مجبور کرتی ہے۔ ایسی مجبوری جس سے پیار ہونے لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :-

وَمَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

یعنی جو اس رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ گویا خدا تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔ اور جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ زندگی کے مقصد کا حصول اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے مستلزم ہے۔

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ الرَّحِيْمٌ۔

اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی لازمی ہے۔ رہتی دنیا تک یہ اصول قائم و دائم رہے گا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کہ اگر تم اس کے ساتھ منسلک رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہونے پاؤ گے۔ آپ کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کو واحدہٗ لاشریک مان کر اس کی عبادت کرو۔ پنجوقتہ نماز ادا کرو۔ رمضان کے روزے رکھو۔ میری اطاعت کرتے رہو۔ یعنی مَیں نے دین کے سلسلہ میں جو کچھ دیا ہے اس پر عمل پیرا رہو۔ یہ بات آپ کو جنّت میں لے جانے کا باعث بنے گی۔

یہ باتیں فرما کر آنحضور صلے اللہ نے حاضرین کی طرف نگاہ بھر کر دیکھا اور ان سے پوچھا کیا مَیں نے اپنا پیغام آپ تک پہنچا دیا ہے۔ سب نے بیک آواز جواب دیا کہ بے شک حضور نے پیغام ہم تک پہنچا دیا ہے۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم اللہ تعالےٰ سے مخاطب ہوئے اور عرض کی کہ اے خدا گواہ رَہ کہ ان لوگوں نے اقرار کیا ہے کہ مَیں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔

پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا جو حاضر ہیں انہوں نے میری بات کو سُن لیا ہے اب ان کا فرض ہے کہ وہ ان تک پہنچائیں جو اس وقت یہاں حاضر نہیں ہیں۔ ممکن ہے کہ یہاں جو لوگ موجود ہیں ان میں سے کوئی اتنا اچھا نہ سمجھ سکے جتنا کہ وہ جو بعد میں سُنتے۔ اس کے بعد حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینًا۔

آنحضور صلے اللہ علیہ وسلّم کا یہ خطبہ نہ صرف یہ کہ اسلام کی تعلیم کا ایک نہایت حسین خلاصہ بلکہ اس بات کی یاد دہانی بھی کہ یہ پیغام نسلاً بعد نسلٍ ایک دوسرے کو پہنچایا جانا چاہیئے۔ تاکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم قیامت تک کے لوگوں کی رہنمائی فرماتے چلیں۔

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں معاشرہ کا چھوٹے سے چھوٹا دائرہ وہ ہے جو خاوند اور بیوی پر مشتمل ہے۔ اور بڑے سے بڑا دائرہ وہ ہے جس میں مختلف نسلیں شامل ہو کر دُنیا بناتی ہے۔ اس خطبہ میں حضور نے چھوٹے سے چھوٹے دائرے سے شروع کر کے بڑے سے بڑے دائرے تک اپنی تعلیم کو اپنی تعلیم کو پھیلایا ہے اور خوش وخوشحال معاشرہ تشکیل دینے کے لئے رہنمائی فرمائی ہے۔ اگر ہر میاں بیوی خوش و خوشحال ہوں تو ساری دُنیا خوش و خوشحال ہو گی۔ اگر سب لوگ اپنے آپ کو ایک دوسرے کے بھائی سمجھیں اور ایک دوسرے کی جان، عزت اور مال کی حفاظت کرنا لازمی سمجھیں تو معاشرہ کا حُسن نکھرنے لگے گا۔ اور اگر یہ پیغام ایک نسل دوسری نسل تک پہنچانے کا اہتمام کرتی رہے تو یہ خوشحالی قیامت تک قائم رہے گی اور جو خوشحالی قیامت تک قائم رہے گی وہ اگلی دُنیا میں بھی زیادہ دلکش ہو کر سامنے آئیگی۔

حضرات! آپ نے ملاحظ فرمایا کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے نہ صرف اپنے ساتھ رہنے والوں کی تربیت فرمائی بلکہ آج بھی حضور تربیت فرما رہے ہیں اور قیامت تک انشاءاللہ تربیت فرماتے رہیں گے۔ لیکن ہمارے لئے صرف یہی بات کافی نہیں کہ حضور دنیا کی تربیت فرما رہے ہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم اس تربیت سے کتنا حِصّہ پا رہے ہیں۔ ہماری اپنی زندگیوں پر یہ تربیت کس حد تک اثر انداز ہو رہی ہے۔ اور ہم کس حد تک بہتر بنتے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"سو آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبی امّی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا اور ایسی قبولیت اس کو ملے گی کہ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں رہے گی۔ زندہ خدا جو لوگوں

سے پوشیدہ ہے۔اس کا خدا ہوگا اور جھوٹے خدا سب اُس کے پیروں کے نیچے کچلے اور روندے جائیں گے وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الٰہی قوتیں اس کے ساتھ ہوں گی والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔" (سراج منیر)

تریاق القلوب میں حضور فرماتے ہیں :-

"اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پُورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم رُوح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔"

ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی جسے ہم تربیت بھی کہہ سکتے ہیں، سے ہم کس حد تک مستفید اور مستفیض ہو رہے ہیں۔یہ ہمارے اپنے غور کرنے کی بات ہے۔اگر ہم اس تربیت سے حصّہ پا رہے ہیں تو الحمد للہ کہ یہی زندگی کا مقصود و منتہا ہے اور اگر اس میں کوئی کمی نظر آتی ہے تو ہمارے لئے یہ ایک لمحۂ فکریہ ہے۔کیا ہم رُوح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعامات پاتے ہیں۔کیا ہمیں ایسی قبولیّت حاصل ہے کہ ہمارے آگے کوئی بات انہونی نہ رہے اور کیا ہم اس خدا کو مشاہدہ کر رہے ہیں جو لوگوں سے پوشیدہ ہے اور کیا سب جھوٹے خدا ہمارے پیروں کے نیچے کچلے اور روندے گئے ہیں۔کیا ہم جہاں کہیں بھی ہوں مبارک ہیں اور الٰہی قوتیں ہمارے ساتھ ہیں۔

میرے دوستو! یہ ہم میں سے ہر شخص کے اپنے آپ سوچنے کی بات ہے۔نہ کسی سے پوچھنے کی ہے اور نہ کسی کو بتانے کی۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تربیّت کی سلسبیل جاری ہے۔اور جاری رہے گی۔ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اس سے صحیح معنوں میں اور مکمل طور پر مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔اور اس کے آثار کو ہماری زندگیوں میں خود نمایاں فرمائے آمین۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین ٭

حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"دُنیا ختم ہونے کو ہے۔مگر اس کامل نبی کے فیضان کی شعاعیں اب تک ختم نہیں ہوئیں۔اگر خدا کا کلام قرآن شریف مانع نہ ہوتا تو فقط یہی نبی تھا جس کی نسبت ہم کہہ سکتے تھے کہ اب تک وہ مع جسم عنصری زندہ آسمان پر موجود ہے۔ کیونکہ ہم اس کی زندگی کے صریح آثار پاتے ہیں۔اس کا دین زندہ ہے اس کی پیروی کرنے والا زندہ ہو جاتا ہے اور اس کے ذریعہ سے زندہ خدا مل جاتا ہے۔ہم نے دیکھ لیا ہے کہ خدا اس سے اور اس کے دین سے اور اس کے مُحِب سے محبّت کرتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی حاشیہ ص۱۱۸، ۱۱۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مسلسل جہاد

(یہ مقالہ انصار اللہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۸۱ء پر مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے پیش کیا۔ ادارہ)

سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کئی پہلوؤں سے اور کئی طریقوں پر جہاد فرمایا۔ ایک جہاد تلوار کے ذریعہ تھا۔ جبکہ دشمنانِ اسلام تلوار کی طاقت سے اسلام کی آسمانی مہم کو ناکام بنانے کے لئے میدان میں نکل آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجبور کر دیا گیا۔ کہ آپ بھی اپنے دفاع کی خاطر اور شیطانی طاقت کو طاقت سے ناکام بنانے کی خاطر میدان میں اُتریں۔ الٰہی اذن ملنے پر آپ نے یہ جہاد کیا اور خوب کیا۔ مگر ساتھ ہی قرآنی ہدایت ہمیشہ آپ کے پیش نظر رہی۔ کہ **جَاهِدْهُم بِهٖ جِهَادًا كَبِيرًا**۔ کہ اصل اور کبیر جہاد کے لئے قرآن کریم کو ہاتھ میں لے کر بُرائی اور ظلمت کا مقابلہ کرنا ہی حقیقی جہاد ہے۔ اسی بناء پر غزوۂ تبوک سے واپسی کے وقت آپ نے اپنے رفقاء کو توجہ دلائی کہ **رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ**۔ یعنی تلوار کے میدان میں تم نے فتوحات پائیں۔ مگر یہ جہاد اصغر ہی تو ہے۔ تمہیں اس پہ مطمئن نہیں ہو جانا چاہیئے۔ تمہارے لئے جہادِ اکبر کا میدان ابھی سَر کرنے کے لئے پڑا ہے۔ اپنی ہمتوں کو بلند رکھو اور جہاد اکبر کے لئے ہر رنگ میں سینہ سپر ہو جاؤ۔

جس معاشرہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ اگر اُس کی حالت اور کیفیت کا ہلکا سا تصوّر قائم کر لیا جائے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جہادِ اکبر کی عظمت اور اہمیت کھُل کر سامنے آجاتی ہے۔

سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ عرب معاشرہ کی گئی گذری حالت کا نقشہ یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"یہ بات کسی سمجھدار پر مخفی نہ ہوگی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زاد بوم ایک محدود جزیرہ نما مُلک ہے۔ جس کو عرب کہتے ہیں۔ جو دوسرے مُلکوں سے ہمیشہ بے تعلق رہ کر گویا ایک گوشۂ تنہائی میں پڑا رہا ہے۔ اس ملک کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے بالکل وحشیانہ اور درندوں کی طرح زندگی بسر کرنا۔ اور دین اور ایمان اور حق اللہ اور حق العباد سے بے خبر محض ہونا۔ اور سینکڑوں برسوں سے بُت پرستی و دیگر ناپاک خیالات میں ڈوبے چلے آنا۔ اور عیّاشی اور بدمستی اور شراب خوری اور قمار بازی وغیرہ فسق کے طریقوں میں انتہائی درجہ تک پہنچ جانا۔ اور چوری اور قزاقی اور خون ریزی اور دختر کُشی اور یتیموں کا مال کھا جانے اور بیگانہ حقوق دبا لینے کو کچھ گناہ نہ سمجھنا۔ غرض ہر یک طرح کی بُری حالت اور ہر یک نوع کا اندھیرا اور ہر

قسم کی ظلمت وغفلت عام طور پر تمام عربوں کے دلوں پر چھائی ہوئی ہونا ایک ایسا واقعہ مشہورہ ہے کہ کوئی متعصّب مخالف بھی بشرطیکہ کچھ واقفیت رکھتا ہو۔ اُس سے انکار نہیں کر سکتا۔" (سرمہ چشم آریہ صہ ۲۸)

احبابِ کرام! ایسے بگڑے ہوئے معاشرہ اور پامال شدہ قدروں کو نئے قالب میں ڈھالنا دنوں یا ہفتوں کا کام نہیں صدیاں اس کے لئے درکار تھیں لیکن جان و دلم اُس بزرگ ہستی پہ قربان جس نے ۲۳ سال کے قلیل عرصہ میں زمانے کی ہوا اور گردشِ ایّام کے رُخ کو موڑ دیا۔ اور اس سرتا پا بگڑے ہوئے ماحول میں نیک قدروں کا احیاء کر دکھایا اور وہ اعلیٰ روحانی تعلیم پھیلادی کہ جو اپنی پاکیزہ تاثیرات کے نتیجہ میں بقول حضرت اقدس :-

"لاکھوں دلوں کو حق اور راستی کی طرف کھینچ لائی۔ اور لاکھوں سینوں پر لا الٰہ الّا اللہ کا نقش جما دیا۔ اور جو نبوّت کی علّتِ غائی ہوتی ہے۔ یعنی تعلیم اصولِ نجات کی اس کو ایسا کمال تک پہنچایا۔ جو کسی دوسرے نبی کے ہاتھ سے وہ کمال کسی زمانہ میں بہم نہیں پہنچا۔" (براہین احمدیہ حصّہ دوئم صہ ۱۲۲)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے اس روحانی کمال انقلاب کو اپنے مسلسل جہاد کے ذریعہ ہی پیدا کر دکھایا جس میں تلوار کی کاٹ سے زیادہ خُلقِ عظیم کا اثر تھا۔ خُلقِ عظیم کا ہتھیار حالتِ جنگ اور حالتِ امن دونوں میں یکساں مؤثر ہوتا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے اس حربہ کا بے مثال استعمال کر دکھایا۔ جس کا نتیجہ اُس روحانی انقلاب کی صورت میں ظاہر ہؤا۔ اس انقلاب کو کمال تک پہنچانے کے لئے کس کس قسم کے دشمنوں اور مخالف طاقتوں سے آپ کو نبرد آزما ہونا پڑے اس کی تفصیل یہاں ممکن نہیں۔ لیکن یہ امر واضح ہے کہ دشمن کبھی ظاہر اور کھلم کھلا تلوار سے حملہ آور ہؤا۔ کبھی باطنی دشمنوں سے واسطہ پڑا جن کے سرغنے منافقین ٹھہرے کبھی شیطان نے اپنوں کو بیگانہ بنا دیا۔ اور وہ خون کے پیاسے ہو گئے۔ کبھی انسان کے اہل وعیال اس کے لئے فتنہ بن جاتے ہیں۔ اور اگر ہر پہلو سے انسان اپنی حفاظت کرتا آئے تو خود اس کا اپنا نفس باطن ہی باطن میں خطرناک دشمن ثابت ہوتا ہے۔ ہمارے محبوب آقا! فداہ نفسی و رُوحی نے ہر محاذ پر جہاد کیا۔ مسلسل جہاد کیا اور کامیابی کی انتہائی اعلیٰ بلندیوں پر عَلمِ فتح نصب کر دکھایا۔ ان سب جہادوں کی تفصیلات کی گنجائش نہیں۔ اس لئے جو جہاد سب سے بڑی سب سے خطرناک اور سب سے زیادہ پوشیدہ طاقت کے خلاف آپ نے زندگی کے آخری لمحات تک جاری رکھا۔ وہ اپنے نفس کے خلاف جہاد ہے۔ اور کوئی ادنیٰ سی مثال ایسی نہیں ملتی کہ اِس باطنی دشمن کا پلڑا ایک لمحہ کے لاکھویں حصّہ کے لئے بھی بھاری ظاہر ہؤا ہو۔

نفس کے جہاد سے ہی جہاد کی تمام شکلیں وابستہ ہیں۔ جو اپنے نفس کو نہ شکست دے سکیں۔ اُنہیں باہر کی کسی طاقت کے شکست دینے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ انسان کبھی ایک حال پر قائم نہیں رہتا۔ خوشی، غمی، صحت و بیماری۔ غربت و امارت محبت و نفرت۔ حاکمیت و محکومیت۔ تمتع اور محرومیت۔ اُمید اور قنوطیت۔ بزدلی اور شجاعت۔ بے صبری اور قناعت۔ قبولیت اور نفرت۔ عفو اور غضب اپنائیت اور بیگانگی غرضیکہ لاتعداد عوارض اور حالات سے انسان کو زندگی بھر واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ مگر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اور چشمِ مشاہدہ حیرت زدہ! کہ کیونکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم ایک نہایت

مشاق شاہسوار کی طرح منہ زور نفس کی باگیں مضبوطی سے تھامے ہوئے زندگی کو مکمل کرتے ہیں۔ آپ جملہ حالتوں میں سے گذرے۔ مردانہ وار گذرے اور جہاد کی روح کو مجال نہیں کہیں ضعف آنے دیا ہو۔ یا کمزوری کا شائبہ آپ کی طرف منسوب ہوسکتا ہو۔

سیدنا حضرت اقدس نے نفس کی دشمنی کی بابت کیا خوب فرمایا ہے :۔

نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں ٭ چپکے چپکے کرتا ہے پیدا وہ سامانِ دمار
جس نے نفسِ دوں کو ہمت کرکے زیر پا کیا ٭ چیز کیا ہیں اس کے آگے رستم واسفندیار

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیوٰۃ طیبہ کا زمانہ ۶۳ مبارک سالوں پر ممتد ہے جس میں نبوت کا دور ۲۳ سال کا ہے یہاں زیادہ بہتر ہوگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیوٰۃ طیبہ کو دو حصوں میں تقسیم کرلیا جائے یعنی نبوت سے قبل کا زمانہ اور نبوت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد کا دور۔ نبوت سے قبل کا زمانہ بظاہر موضوع کے لحاظ سے شاید اچنبا سا لگے کہ آپؐ نے نبوت سے قبل کیونکر جہاد کیا ہوگا۔ تو اس کی تفصیل نہایت ایمان افروز ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآنی وحی کی آمد سے قبل بھی آپ کی زندگی نہایت مطہر اور بے داغ تھی۔ تبھی قبل از نبوت کا زمانہ آپ کی سچائی کی دلیل بنا۔ اور فرمایا گیا فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔

آپ نے نہ صرف شرک کبھی نہیں کیا۔ بلکہ شرک پر آمادہ کرنے والی ہر تحریک کو قدم قدم پر ناکام بناتے رہے۔ اور جہاد مسلسل کا شاندار نمونہ قائم کیا۔

الخصائص الکبریٰ جلد اول میں ایک روایت درج ہے (حضرت اُمّ ایمنؓ سے) کہ قریش کے چھوٹے بڑے سبھی افراد سال کے ایک معین دن میں بوانہ بت کی عبادت کے لئے جایا کرتے۔ حضرت ابو طالب نے ایک مرتبہ انتہائی اصرار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عبادت میں شمولیت کے لئے کہا اور اُن کی بیگمات جو حضور کی چچیاں تھیں۔ انہوں نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بہت زور دیا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود اُن کی لاتعداد عنایتوں اور مروتوں کے بت کے سامنے حاضر ہونے سے سختی سے انکار کیا۔ راوی کہتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انکار پر حضرت ابو طالب سخت ناراض ہوئے اور چچیوں نے بھی بہت بُرا منایا۔ یہ حالت دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ عرصہ کے لئے جب تک کہ خدا نے چاہا اُن سے کہیں دور چلے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد جب واپس تشریف لائے۔ تو چچیوں سے ذکر کیا۔ کہ مجھے کسی شدید مصیبت سے واسطہ پڑنے والا ہے اور میں سخت متفکر ہوں۔ انہوں نے پوچھا۔ اے محمدؐ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کس مصیبت نے تمہیں پریشان کر رکھا ہے۔ تم تو بہت خیرالخصال شخص ہو۔ تمہارے جیسا نافع وجود ضائع نہیں ہوسکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کبھی کسی بت کے قریب میں ہوا تو پردۂ غیب سے ایک روشن سفید چہرہ کے ساتھ طویل القامت شخصیت ظاہر ہوتی اور مجھے مخاطب کر کے کہتی۔ لَا تَمَسَّهٗ کہ بت کو نہ چھونا اور اس کے قریب نہ جانا۔ راوی کہتی ہیں کہ اس کے بعد آپ پر کبھی زور نہیں دیا گیا۔ کہ آپ شرک جیسے گناہ میں ان کے ساتھ شریک ہوں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم جیسی شکر و امتنان کی قدر دان ہستی کو اپنے محسن چچا اور خیر خواہ چچیوں کے اصرار اور دباؤ کو رَدّ کرنے کے لئے کس قدر اپنے نفس پر دباؤ ڈالنا پڑا ہو گا۔ اس کا تصوّر مشکل نہیں خصوصًا اُن افراد کے لئے جو ادنیٰ ادنیٰ جذبے کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور بدرسوم کے ارتکاب کا جواز ڈھونڈھنے لگ جاتے ہیں۔

عین جوانی کے ایام میں شادی شدہ ہوتے ہوئے غارِ حرا میں کئی کئی روز مسلسل عبادت دراصل ایک عظیم جہاد تھا جو معاشرہ کی دلچسپیوں ۔ دُنیا کے دھندوں ۔ جذباتِ نفسانیہ اور جوانی کی امنگوں نیز بیوی کی محبت کو قربان کر کے مسلسل جاری رکھا گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے ایسے موقعہ پر دوسری انتہا یعنی رہبانیت کے خلاف بھی جہاد کیا اور اس کے تصوّر کو عملاً غلط کر دکھایا۔

پھر نہایت غلیظ ماحول میں تکسب المعدوم کے مطابق نیکی کی پامال شدہ قدروں کی بحالی اور استواری کیلئے مسلسل کشمکش کا سامنا رہا۔ اور قدم قدم پر جہاد کی رُوح کو اُجاگر کرنے والی شمعیں روشن کرتے آئے۔

دعوتِ نبوّت کے بعد آپؐ کے غیر معمولی اصلاحی جہاد کی راہ میں تین قسم کی رکاوٹیں کُھل کر سامنے آگئیں۔

(۱)۔ تبلیغ رسالت میں عظیم مشکلات ۔ شعبِ ابی طالب کا واقعہ ۔ طائف کا واقعہ۔

(۲)۔ عظیم خطرات ۔ جنگِ بدر ۔ جنگ اُحد ۔ جنگِ احزاب کے واقعات ۔

(۳)۔ شدید جذبات اور خواہشات ۔ انتقامی جذبات کا مقابلہ ۔ مال و دولت کی خواہش کا مقابلہ ۔ حکومتی بڑائی اور خود پسندی کا مقابلہ ۔

لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کا دامن ہمیں کہیں الجھتا نظر نہیں آیا۔ آپ ان خارزاروں سے اس عمدگی سے نکلے کہ دامن پر کہیں دھبہ نہیں ۔ قبائِ شرف و خلق پر کوئی نشان نہیں ۔

انتقامی جذبات کا مقابلہ :- سیّدنا حضرت اقدس فرماتے ہیں :-

" حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلّم نے مکّہ والوں اور دوسرے لوگوں پر بکلّی فتح پا کر اور ان کو اپنی تلوار کے نیچے دیکھ کر پھر اُن کا گناہ بخش دیا .... اور فتح پا کر سب کو لا تثریب علیکم الیوم کہا ۔

مال و دولت اور تن آسانی کے جذبات کا مقابلہ : سیّدنا حضرت اقدس فرماتے ہیں :-

" اور پھر جب مدّتِ مدید کے بعد غلبہ اسلام کا ہُوا ۔ تو اُن دولت اور اقبال کے دنوں میں کوئی خزانہ اکٹھا نہ کیا ۔ کوئی عمارت نہ بنائی ۔ کوئی بارگاہ تیار نہ ہوئی ۔ کوئی سامان شاہانہ عیش و عشرت کا تجویز نہ کیا گیا۔

کوئی اَور ذاتی نفع نہ اُٹھایا۔ بلکہ جو کچھ آیا وہ سب یتیموں اور مسکینوں اَور بیوہ عورتوں اور مقروضوں کی خبر گیری میں خرچ ہوتا رہا۔ اَور کبھی ایک وقت بھی سیر ہو کر نہ کھایا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی مشکلات

:- حضرت اقدس فرماتے ہیں :-

" خیال کرنا چاہیئے کہ کس استقلال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے دعویٰ نبوّت پر باوجود پیدا ہوجانے ہزاروں خطرات اور کھڑے ہوجانے لاکھوں معاندوں اَور مزاحموں اَور ڈرانے والوں کے اوّل سے اخیر دم تک ثابت اور قائم رہے۔ برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں اور وہ دُکھ اُٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکلّی مایوس کرتے تھے۔ اَور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جن پر صبر کرنے سے کسی دنیوی مقصد کا حاصل ہو جانا وہم بھی نہیں گذرتا تھا۔ بلکہ نبوّت کا دعویٰ کرنے سے از دست اپنی پہلی جمعیّت کو بھی کھو بیٹھے۔ اور ایک بات کہہ کر لاکھ تفرقہ خرید لیا۔ اور ہزاروں بلاؤں کو اپنے سَر پر بُلا لیا۔ وطن سے نکالے گئے۔ قتل کے لئے تعاقب کئے گئے۔ اور جو دوست تھے وہ دشمنی کرنے لگے اَور ایک زمانۂ دراز تک وہ تلخیاں اٹھانی پڑیں۔ کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹھہرے رہنا کسی فریبی اور مکّار کا کام نہیں۔" (براہین احمدیہ حصّہ دوئم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا معمول

اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے روزانہ معمول کو ہی دیکھیں تو نظر آتا ہے کہ خدا کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم ہمہ وقت جہادِ مسلسل کر رہے ہیں۔ آپ کے وقت کا کوئی لحظہ جہاد سے خالی نہیں۔ محدّثین نے حضور کے روزانہ معمول کا ذکر کتبِ احادیث میں کیا ہے جس کا اجمالی خاکہ یہ ہے :-

بعد فجر

" حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا معمول تھا کہ نماز فجر پڑھ کر تسبیحاتِ ذکر کے بعد مسجد ہی میں جا نماز پر آلتی پالتی مار کر چار زانو بیٹھ جاتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پروانہ وار پاس آ کر بیٹھ جاتے یعنی یہی دربارِ نبوّت تھا۔ یہی حلقۂ توجّہ تھا۔ یہی درس گاہ ہوتی تھی یہی محفلِ احباب بنتی تھی۔ یہیں آپ نزول شدہ وحی سے صحابہ کو مطلع فرماتے تھے۔ یہیں آپ فیوض باطنی اور برکاتِ روحانی کی بارش اُن پر فرماتے۔ یہیں آپ دین کے مسائل، معاشرت کے طریقے، معاملات کے ضابطے۔ اخلاق کی باریکیاں اُن کو تعلیم فرماتے۔ لوگوں کے آپس کے معاملات اور مقدمات فیصل فرماتے۔

اکثر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم صحابہ سے دریافت فرماتے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان

کرے۔ آپ خواب سُنتے اور اس کی تعبیر فرماتے کبھی آپ خود ہی فرماتے کہ آج میں نے یہ خواب دیکھا ہے۔ پھر خود ہی اس کی تعبیر بیان فرما دیتے۔۔۔۔۔ (مدارج النبوّۃ بحوالہ اسوۂ رسول اکرمؐ ۵۸۴ ۔ از ڈاکٹر محمد عبدالحی)

کبھی صحابہ کرامؓ اثنائے گفتگو میں ادب کے ساتھ جاہلیّت کے قصّے بیان کرتے۔ قصیدے اور اشعار سناتے یا مزاح کی باتیں کرتے آپ سُنتے رہتے کبھی ان پر مُسکرا بھی دیتے اس کے بعد آپ اشراق کی نماز پڑھتے۔ اکثر اسی وقت مال غنیمت یا لوگوں کے وظیفے تقسیم فرماتے۔

جب آفتاب نکل کر دن خوب چڑھ جاتا۔ تو آپ صلوٰۃ الضحیٰ (چاشت) کی نفلیں کبھی چار کبھی آٹھ رکعت پڑھ کر مجلس برخاست فرماتے اور جن بی بی کی باری اُس دن ہوتی اُن کے گھر تشریف لے جاتے۔ وہاں گھر کے دھندوں میں لگے رہتے اکثر گھر کے مختلف کام خود ہی انجام دیتے دن میں صرف ایک بار کھانا تناول فرماتے۔ دوپہر میں آرام فرماتے۔ (سیرت النبیؐ)

بعد ظہر

نماز ظہر باجماعت پڑھ کر مدینہ کے بازاروں میں گشت لگاتے۔ دکانداروں کا معائنہ و احتساب فرماتے۔ ان کا مال ملاحظہ فرماتے۔ اُن کے مال کی اچھائی برائی جانچتے۔ اُن کے ناپ تول کی نگرانی فرماتے۔ کہ کہیں کم تو نہیں تولتے۔ بستی اور بازار میں کوئی حاجت مند ہوتے تو اس کی حاجت روائی فرماتے۔

بعد عصر

نمازِ عصر باجماعت پڑھ کر ازواجِ مطہرات میں سے ایک ایک کے گھر تشریف لے جاتے۔ حال پوچھتے اور ذرا ذرا دیر ہر ایک کے یہاں ٹھہرتے۔ اور یہ کام اتنی پابندی سے کرتے۔ کہ ہر ایک کے ہاں مقررہ وقت پر پہنچتے اور سب کو معلوم تھا کہ آپ وقت کے بہت پابند اور قدر شناس ہیں۔

بعد مغرب

نمازِ مغرب باجماعت پڑھ کر اور نوافل اوابین سے فارغ ہو کر جن بی بی کی باری ہوتی آپؐ شب گذارنے کے لئے وہیں ٹھہر جاتے۔ اکثر تمام ازواجِ مطہرات اُسی گھر میں آکر جمع ہو جاتیں۔ مدینہ کی عورتیں بھی اکثر جمع ہوتیں۔ اس لئے کہ آپؐ اُس وقت عورتوں کو دینی مسائل کی تعلیم فرماتے۔ گویا یہ مدرسہ شبینہ اور مدرسہ نسواں قائم ہوتا۔ جس میں انتہائی ادب اور پردہ کے ساتھ عورتیں علم دین۔ حُسنِ معاشرت۔ حُسنِ اخلاق کی باتیں اس معلّمِ عالم صلے اللہ علیہ وسلّم سے سیکھتیں۔ اللہ کے رسولؐ عورتوں کو (جن کی گود میں۔ بچّوں کی پہلی درس گاہ ہوتی ہیں) علم دین سے محروم اور تہذیبِ اسلامی سے ناآشنا نہیں رکھنا چاہتے تھے۔ یہیں عورتیں اپنے مقدمات پیش کرتیں آپ اُن کا فیصلہ فرماتے۔ وہ اپنی پریشانیاں، شکائتیں مجبوریاں بیان کرتیں۔ آپ اُن کو حل فرماتے۔ اگر کوئی بیعت ہونا چاہتی تو یہیں آپ اُن کو بیعت فرماتے۔ ان امور پر کہ "اللہ کا شریک نہ بنائیں گی۔ چوری نہ کریں گی۔ بدکاری نہ کریں گی۔ اپنے بچّوں کو قتل نہ کریں گی۔ اور کسی کو بہتان نہ لگائیں گی۔ اور نیک کاموں میں رسول کے طریقے کی نافرمانی نہ کریں گی۔

آپ اُن کو بیعت فرماتے اَور اُن کے لئے استغفار فرماتے۔ یہ مدرسہ نمازِ عشاء تک قائم رہتا۔ پھر آپ نمازِ عشاء کو مسجد جاتے۔ عورتیں اپنے اپنے گھر واپس ہو جاتیں۔

بعد عِشاء

"عشاء کی نماز باجماعت پڑھ کر آپ اس شب کی قیام گاہ پر جا کر سو رہتے۔ عشاء کے بعد بات چیت کرنا آپ پسند نہ کرتے۔ آپؐ ہمیشہ داہنی کروٹ سوتے۔ اکثر داہنا ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھ لیتے۔ چہرۂ انور قبلہ کی طرف کر کے مسواک اپنے سرہانے ضرور رکھ لیتے۔

سوتے وقت سورۃ جمعہ۔ سورۃ تغابن۔ سورۃ صف کی تلاوت فرماتے۔ پھر جب بیدار ہوتے۔ مسواک سے اپنے دانت مبارک صاف کرتے وضو کرتے۔ پھر تہجد کی نفلیں پڑھتے۔ کبھی نفل نماز کے سجدہ میں دیر تک دُعا مانگتے۔ پھر آرام فرماتے۔ جب فجر کی اذان ہوتی۔ تو اُٹھتے۔ حجرہ شریف ہی میں دو رکعت سنّت پڑھ کر وہیں داہنی کروٹ ذرا لیٹ رہتے۔ پھر مسجد میں تشریف لاتے اَور باجماعت نمازِ فجر ادا فرماتے۔

گھریلو اوقات کی تقسیم

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم صلّے اللہ علیہ وسلّم کے مکان میں تشریف لے جانے کے حالات دریافت کئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم مکان میں تشریف رکھنے کے وقت کو تین حصّوں پر منقسم فرماتے۔ ایک حِصّہ حق تعالےٰ شانہٗ کی عبادت میں خرچ فرماتے تھے۔ یعنی نماز وغیرہ پڑھتے تھے۔ دوسرا حِصّہ گھر والوں کے ادائے حقوق میں خرچ فرماتے تھے۔ مثلاً اُن سے ہنسنا، بولنا۔ بات کرنا۔ اُن کے حالات کی تحقیق کرنا۔ تیسرا حِصّہ خاص اپنی ضروریات راحت آرام کے لئے رکھتے تھے۔ پھر اس اپنے والے حِصّے کو بھی دو حصّوں پر اپنے اَور لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے۔ اس طرح پر کہ خصوصی حضرات صحابہ کرامؓ اس وقت میں داخل ہوتے۔ ان خواص کے ذریعہ مضامین عوام تک پہنچتے۔ ان لوگوں سے کسی چیز کو اُٹھا کر نہ رکھتے (یعنی نہ دین کے اُمور میں نہ دُنیاوی منافع میں۔ غرض ہر قسم کا نفع بلا دریغ پہنچاتے تھے) اُمّت کے اس حِصّہ میں آپ کا طرز یہ تھا۔ کہ اُن آنے والوں میں اہل فضل یعنی اہل علم وعمل کو حاضری کی اجازت میں ترجیح دیتے تھے۔ اُس وقت کو اُن میں فضلِ دینی کے لحاظ سے ان پر تقسیم فرماتے تھے۔ بعض آنے والے ایک حاجت لے کر آتے بعض حضرات دو دو حاجتیں لے کر حاضر ہوتے اَور بعض حضرات کئی کئی حاجتیں لے کر حاضر ہوتے۔ رسُولِ اکرم صلّے اللہ علیہ وسلّم ان کی تمام حاجتیں پُوری فرمایا کرتے تھے اَور اُن کو ایسے امور میں مشغول فرماتے جو خود اُن کی اور تمام اُمّت کی اصلاح کے لئے مفید اور کارآمد ہوں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلّم وبارک علیہ وعلیٰ اٰلہ اِنّکَ حمیدٌ مجید

امام شافعی علیہ الرحمۃ

(ایڈیٹر)

حسب ونسب

محمد نام تھا ابوعبداللہ کنیت باپ کا نام ادریس تھا۔ ۱۵۰ھ میں عسقلان یا یمن میں پیدا ہوئے۔ ان کے مولد میں اختلاف ہے۔ یہی وہ سال ہے جس میں امام ابوحنیفہ فوت ہوئے۔ حالتِ حمل میں اُن کی والدہ نے خواب میں دیکھا کہ مشتری ستارے اُن کے پیٹ سے نکلا۔ پھر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ اور ہر شہر میں اس کے ٹکڑے گرے۔ تعبیر کرنے والے نے کہا آپ کے بطن سے ایک عظیم عالم پیدا ہوگا۔ دو سال کے تھے کہ اُن کے والدین انہیں مکہ لے گئے۔

رؤیا میں حضور کی زیارت

امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں۔ لڑکے تُو کون ہے؟ مَیں نے عرض کی یارسول اللہ آپ کے قبیلہ سے ہوں (یہ قریش تھے) حضور صلّے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میرے قریب آؤ۔ مَیں قریب ہُوا تو آپ نے اپنا لب مبارک میری زبان۔ مُنہ اور ہونٹ پر لگایا۔ اور فرمایا جا خدا تجھے برکت عطا فرمائے۔

ایک روز آپ نے کشف میں دیکھا حضور صلے اللہ علیہ وسلّم مسجد حرام میں امامت کروا رہے ہیں۔ نماز کے بعد آپ نے لوگوں کو تعلیم دینا شروع کی۔ مَیں نے آگے بڑھ کر عرض کی حضور مجھے بھی کچھ سکھلایئے۔ حضور نے آستین سے ایک ترازو نکالا اور میری طرف بڑھایا۔ فرمایا لو یہ تمہارے لئے ہے۔ آپ نے یہ خواب ایک معبّر کو بتلائی تو اُس نے کہا تم علم کے امام بنو گے۔ اور سنّت پر کاربند ہوگے اور حقائق اشیاء کا تمہیں علم دیا جائے گا۔

تحصیلِ علم

تحصیل علم کے زمانہ میں استاذ سے سبق پڑھنے کے بعد یہ دوسرے طالب علموں کو سبق پڑھاتے۔ نو سال کی عمر میں انہوں نے قرآن کا علم حاصل کر لیا تھا۔ لکھنے کے لئے کاغذ خریدنے کی استطاعت نہ رکھتے تھے۔ جب بڑے ہوئے تو مکہ میں کسی سے موطا امام مالک لیا اور زبانی یاد کر لیا۔

امام مالک سے ملاقات

مدینہ میں امام مالکؒ کے گھر جاکر ملاقات کی۔ امام مالکؒ بہت وجیہہ خوش پوش تھے۔ امام مالک نے ان کا نام پوچھا تو امام شافعیؒ نے محمد کہا۔ امام مالک نے کہا۔ اے محمد خدا کا تقویٰ اختیار کرو۔ گناہوں سے اجتناب کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں رفعت شان عطا کرے گا۔ اور کہا۔ اللہ نے تیرے دل میں نور کی مشعل جلائی ہے۔ اسے گناہ سے بجھا نہ دینا۔ اور اگلے روز امام مالکؒ کے سامنے زبانی مؤطا پڑھنا شروع کیا۔ اور پھر مدینہ میں ہی امام مالکؒ کی وفات تک ٹھہرے رہے۔ درس میں جب کبھی امام مالکؒ کا قول بیان فرماتے تو کہتے ہمارے استاذ امام مالکؒ یوں کہتے ہیں۔

امام حنبلؒ کی رائے

امام حنبلؒ کے لڑکے عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نے اپنے والد محترم سے پوچھا۔ شافعیؒ میں کیا خوبی ہے کہ آپ اُن کے لئے اکثر دُعا کرتے ہیں۔ تو امام حنبلؒ نے جواب دیا بیٹا! شافعیؒ دن کے لئے بمنزلہ سورج ہیں اور لوگوں کے لئے عافیت کا موجب۔ امام احمدؒ کے دوسرے بیٹے صالح روایت کرتے ہیں کہ میرے باپ بیمار تھے امام شافعیؒ ایک روز اُن کی عیادت کے لئے آئے۔ تو ابا اپنے بستر سے اُچھل کر باہر آئے۔ امام شافعیؒ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ انہیں اپنے بستر پر بٹھایا۔ دیر تک اُن سے استفادہ کرتے رہے۔

جب امام شافعیؒ واپس جانے کے لئے سواری پر سوار ہوئے تو ابا ان کی رکاب تھامے ساتھ ہو لئے۔ امام احمد بن حنبل ہر نماز کے بعد دُعا کرتے۔ اللّٰھمّ اغفرلی ولوالدیّ و لمحمد بن ادریس الشافعی۔ اے اللہ مجھے، میرے والدین اور محمد بن ادریس شافعی کو بخش دے۔

تاریکی دل کو منوّر کرتی ہے

امام شافعیؒ کے بھانجے ابو محمد روایت کرتے ہیں کہ اُن کی والدہ یعنی امام شافعی کی بہن نے بتلایا کہ ایک رات چراغ جل رہا تھا میرے بھائی شافعیؒ نے اُسے اُٹھا لینے کو کہا۔ آپ کچھ گنگناتے تھے۔ پھر آواز دیتے چراغ لانا اسی طرح متعدد بار آپ نے کہا۔ چراغ لایا جاتا تو آپ کچھ لکھنے لگ جاتے۔ کسی نے کہا آپ بار بار چراغ لے جانے کو کہتے ہیں فرمایا تاریکی دل کو جلا بخشتی ہے۔ الظلمة اجلیٰ للقلب۔

امام صاحب کی سخاوت

امام شافعی بہت سخی تھے اُن کی سخاوت کے کئی واقعات مذکور ہیں۔ ایک بار آپ صفا سے دس

ہزار مندیل لائے۔ مکّہ کے قریب پہنچے تو باہر ہی خیمہ لگوایا۔ لوگ آتے گئے اور آپ اُن میں وہ مال تقسیم کرتے رہے۔ وہ مال ختم کر کے مکّہ میں داخل ہوئے۔

مزنی روایت کرتے ہیں۔ عید کی ایک رات میں آپ سے باتیں کرتے ہوئے آپ کے گھر تک گیا۔ آپ گھر سے باہر کھڑے تھے کہ ایک لڑکا روپوں کی تھیلی لایا کہ یہ میرے آقا نے بھجوائی ہے۔ اور وہ سلام عرض کرتے تھے۔ آپ نے وہ تھیلی لے لی۔ ایک آدمی آیا اس نے کہا ابو عبداللہ میرے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اور گھر میں کوئی چیز نہیں۔ آپ نے وہ تھیلی اسے دیدی۔ اور خالی ہاتھ گھر چلے گئے۔

ایک جہان نے اُن سے کسبِ علم کیا ۱۹۵ھ میں بغداد آئے۔ دو سال وہاں رہے۔ پھر مکّہ چلے گئے۔ پھر ۱۹۸ھ میں واپس آئے۔ چند ماہ رہ کر مصر چلے گئے۔ اور وہیں آپ کی وفات ہوئی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر اٹھاون سال تھی۔ تدفین جمعہ کے روز عصر کے بعد ہوئی۔

آخری لمحات

مزنی کہتے ہیں مَیں اُن کی آخری بیماری میں عیادت کے لئے حاضر ہُوا۔ خیریت دریافت کی تو فرمایا:۔

"دنیا سے رخصت اور بھائیوں سے جُدا ہو رہا ہوں۔ موت کا پیالہ پینے والا ہوں۔ اپنے بداعمال کے ساتھ خدا کے حضور حاضر ہو رہا ہوں۔ مَیں نہیں جانتا کہ میری رُوح جنّت میں جائے گی اُسے مبارکباد دُوں۔ کہ جہنّم میں ڈالی جائے گی۔"

اور پھر رونے لگے اور یہ شعر پڑھے:۔

ولمّا قسیٰ قلبی وضاقت مذاهبی   جَعَلْتُ رجائی نحو عفوك سُلّمًا
تعاظمنی ذنبی فلمّا قرنتهُ   بعفوك ربّی كان عفوك اعظم
فما زلت ذا عفو عن الذنب لم تزل   تجود وتعفو منة و تكرّما
فلولاك لم يسلم من ابليس عابد   وكيف وقد اغوىٰ صفيّك آدما

جب میرا دل سخت اور میری راہیں مشکل ہوگئیں تو مَیں نے تیری عفو کی سیڑھی کو اپنی اُمید بنایا۔
مَیں نے دیکھا میرے گناہ بہت عظیم ہیں لیکن تیری عفو کو دیکھا تو وہ اُس سے بھی بڑی تھی۔
الٰہی مَیں نے تجھے گناہ کو بخشنے والا ہی پایا۔ اور مَیں نے تیری جُود و عفو کے احسان کو ہی محسوس کیا
اگر تُو نہ ہو تو عابد کبھی ابلیس سے بچ نہ سکے۔ آدم صفی اللہ کو بھی تو اُس نے ہی دھوکا دے دیا تھا۔

مناقبِ شافعی :۔ تمام علماء، حدیث، فقہ، اصول اور لغت متفق ہیں کہ امام شافعی ثقہ، امین، عادل، زاہد، متقی، سخی اور اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔

اللّٰهمّ اغفره وارحمه وا على درجاته فی علیّیین۔

حاجی محمد ابراہیم صاحب خلیل مبلغ اٹلی و جنوبی افریقہ

از قلم انصر خلیل ابن حاجی محمد ابراہیم صاحب خلیل ۔ ربوہ

آپ کا بچپن اور تحصیل علم

میرے والد محترم جناب حاجی محمد ابراہیم صاحب خلیل (مرحوم) کی پیدائش ۲۳ فروری ۱۹۰۲ء کی بتلائی جاتی ہے[1]۔ آپ کی پیدائش کے چند سال بعد ہی آپ کی والدہ ماجدہ انتقال فرما گئیں۔ والد صاحب نے آپ کی تربیت کا بیڑہ اٹھایا اور آپ نے ۶ سال کی عمر میں عربی کا قاعدہ ختم کر لیا۔ آپ شروع سے ہی بہت ذہین اور خوشخط تھے۔ آپ نے بچپن میں ہی قرآن کریم ختم کر لیا۔ قادیان سے آپ نے پانچویں جماعت کا امتحان پاس کیا اور ۱۹۱۲ء میں قدرتِ ثانیہ کے مظہر اوّل کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی آپ کا وظیفہ بھی مقرر کر دیا گیا اور آپ کے والد صاحب نے آپ کو یہ نصیحت کی تھی کہ بیٹا علم حاصل کرو خواہ تمہیں کتنا ہی دُور جانا پڑے اور کتنی ہی مصیبت برداشت کرنی پڑے۔

ملازمت

پھر آپ لاہور آگئے وہیں پر میٹرک پاس کرنے کے بعد ایک اسکول میں بطور ٹیچر سروس اختیار کر لی۔ میٹرک کے امتحان کے بعد وظیفہ کا امتحان پاس کر کے وظیفہ حاصل کیا۔ پھر اسی دوران اسلامیہ کالج لاہور J.A.V کی دو سالہ ٹریننگ لی پھر لاہور سے ستید والا ضلع شیخوپورہ میں آگئے۔ اور اکیس ۲۱ سال تک بطور انگریزی استاد پڑھاتے رہے۔

پہلی شادی

اس کے بعد قادیان میں آپ کی پہلی شادی ہوئی جس میں سے سات لڑکے اور سات لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ جن میں سے پانچ لڑکے اور ایک لڑکی بقیدِ حیات ہیں۔ اور یہ سب برسرِ روزگار ہیں۔

وقفِ زندگی

آپ کو خداوند کریم نے بذریعہ خواب مطلع فرمایا کہ "وقف قبول ہو رہا ہے"۔ آپ نے زندگی وقف کی تو حضرت مصلح موعود نے آپ کا وقف قبول فرمایا

تبلیغ کے لئے روانگی

آپ کو حکم ہوا کہ استعفیٰ دے کر آجائیں ہم آپ کو مبلغ بنا کر مغربی افریقہ بھیج رہے ہیں۔

---

[1] تاریخ احمدیت ۔

آپ حضور کے حکم اور الہی بشارات کے تحت ۱۸ دسمبر ۱۹۴۵ء کو مبلغ بنا کر لنڈن بھیجے گئے۔ آپ اس تاریخی نو مبلغین کے وفد میں شامل ہوئے جو حضرت مصلح موعود کے زمانہ میں قادیان سے روانہ ہؤا۔ لندن میں شروع میں تین ماہ قیام کے بعد حضور کے حکم پر فلورنس پہنچے۔ وہاں چند ماہ تبلیغ کا کام کیا۔ بعض دفعہ حالت یہاں تک پہنچ جاتی کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں۔ آپ درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کر لیتے تھے۔ مگر میدانِ تبلیغ سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹے۔

<u>اٹلی کو روانگی</u>۔ اٹھائیس مارچ ۱۹۴۶ء کو حضور کی طرف سے یہ حکم ملا کہ فوراً اٹلی روانہ ہو جاؤ۔ آپ ۸ جون ۱۹۴۶ء کو اٹلی کے شہر سسلی میں پہنچے۔ جاتے ہی بہت سارے شہروں کا دورہ کیا اور تین درجن مسیحی احمدی ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی احمدی مشنری ہونے کے لحاظ سے آپ کی بھرپور مخالفت شروع ہو گئی۔ حکومت نے فوراً اٹلی چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ اس لئے براستہ جینیوا ۱۹۴۹ء کو فری ٹاؤن پہنچے۔ اسی عرصہ میں حضور نے آپ کو سرالیون اور فری ٹاؤن جماعتوں کا امیر بنایا۔ وہاں کا چیف آپ کی تبلیغ سے احمدی ہؤا۔ فری ٹاؤن میں مسجد تیار ہو رہی تھی کہ اسی دوران آپ کو ربوہ سے اپنی پہلی بیوی کی وفات کی اطلاع ملی۔ مسجد مکمل ہونے پر ۱۴ اپریل ۱۹۵۰ء میں واپس ربوہ پہنچے۔ پھر حضور نے آپ کو جامعہ احمدیہ ربوہ میں بطور مدرس تعینات کیا۔ کافی عرصہ جامعہ احمدیہ میں پڑھاتے رہے۔ یہاں دو کنال زمین خرید کر اس پر اپنا مکان تعمیر کیا۔ آپ اسی سال مجلس مشاورت کے نمائندے بھی منتخب ہوئے۔

<u>دوسری شادی</u> آپ کی دوسری شادی ضلع گجرات تحصیل کھاریاں کے ایک گاؤں نصیرہ میں ہوئی۔ جس میں سے تین لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ جن میں راقم الحروف خاکسار چوتھے نمبر پر ہے۔ دوسری شادی میں سے آپ کی تینوں بیٹیاں اس وقت شادی شدہ ہیں۔ جبکہ ایک بیٹا بیرون ملک ہے اور ایک سب سے چھوٹا تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

<u>دوسری بار سرالیون کو روانگی</u>۔ آپ کو دوبارہ حضرت مصلح موعود نے ۲۱/۱۲/۵۱ کو فری ٹاؤن اور سرالیون کا مشنری انچارج بنا کر بھیجا۔ اس کے بعد آپ نے وہاں بہت وسیع تبلیغ کا کام کیا۔ دو تین روزنامے جاری کئے۔ ریڈیو پر پروگرام نشر کروائے۔ پمفلٹ شائع کئے۔ وہاں باقاعدہ مشن ہاؤس بنایا۔ احمدیہ سکول بنایا۔ اور سات آٹھ سال کے عرصہ میں سینکڑوں مسیحیوں کو احمدی کیا۔ آپ اور والدہ صاحبہ ۱۹۵۸ء کے آواخر میں حضور کے حکم سے واپس ربوہ تشریف لائے۔ اور رمضان شریف میں اعتکاف بیٹھے۔ پھر آپ ۱۹۵۸ء کو حج کے لئے تشریف لے گئے۔ بحری جہاز پر سوار ہوتے ہی آپ کو الہام ہؤا۔ "فُزْتُ وَ رَبِّ الکعبۃ" اور دو خوابوں کے ذریعہ زیارت رسولؐ نصیب ہوئی۔ پھر آپ کو خانہ کعبہ پہنچنے سے پہلے خواب آیا کہ "مَیں خانہ کعبہ میں نماز کی امامت کروا رہا ہوں"۔ حج سے واپسی ۱۹۵۹ کو ہوئی۔

اس کے بعد وقفِ جدید کے انسپکٹر مقرر ہوئے۔ بہت چندہ اکٹھا کیا۔ بہت تبلیغ کی بہت سے لوگوں کو احمدیت کے نور سے روشناس کروایا۔ ربوہ میں جلسہ سالانہ کے شبینہ اجلاس میں پانچ سال تک ایٹیلین زبان (اٹلی کی زبان) میں تقریریں کرتے رہے۔ پھر ۱۹۶۳ء میں بشیرآباد سندھ میں احمدیہ ہائی اسکول میں ہیڈ ماسٹر بنا کر بھیجے گئے اور اسی سال دوبارہ سندھ کی جماعت نے آپ کو مجلس مشاورت میں نمائندہ بنا کر بھیجا۔ آپ بیرونِ ملک جہاد میں بارہ سال رہے ہیں۔ آپ بڑے مخلص اور باجماعت نماز کے پابند ہونے کے علاوہ تہجد گزار تھے۔

تبلیغی سلسلہ میں جرأت پسندی ایک نمایاں خصوصیت تھی۔ ہر موقعہ پر عموماً کوئی نہ کوئی تبلیغی اور دینی مسئلہ پیدا کر لیتے تھے۔ یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ سننے والا کیا سلوک کرتا ہے۔ بعض دفعہ بڑے بڑے افریقن اور انگریز افسران کو ان کے دفتروں میں بے دھڑک تبلیغی لٹریچر پیش کرتے۔ پاکستان سے دوسری مرتبہ جاتے ہوئے آپ کی دوسری اہلیہ (یعنی میری والدہ) بھی آپ کے ساتھ تھیں۔ انہوں نے بھی حسبِ توفیق آپ کے ساتھ مل کر سرالیون میں تبلیغی کام سرانجام دیئے۔ وہاں کی احمدی مستورات کی تعلیم و تربیت، چھوٹی چھوٹی بچیوں اور ان کی اَن پڑھ ماؤں کو قرآن کریم اور نماز وغیرہ سکھلانے کا شرف حاصل کرتی رہیں۔ آپ فری ٹاؤن کی مسجد احمدیہ میں بھی خود ہی اذان دیا کرتے اور امامت بھی پانچوں وقت کی خود ہی کراتے۔ یہاں ربوہ میں بھی اپنے محلہ میں مسجد محمود میں امامت کرواتے۔ آپ نے فری ٹاؤن میں تبلیغ کے لئے انگریزی زبان میں ایک رسالہ نکالا جس کا نام "البشریٰ" تجویز کیا۔ یہ رسالہ باقاعدہ ماہوار نکلتا رہا۔ اپنی جرأت پسندی کی وجہ سے اس میں وہ عموماً ایسا مواد شائع کرتے تھے جو قارئین کے لئے دلچسپی کا موجب ہوتا تھا۔ پھر اس کی تقسیم میں بڑی تگ و دَو سے کام لیتے تھے۔ اس رسالے کی ایک کاپی دیکھ کر حضرت مصلح موعود نے فرمایا" یہ انہوں نے تبلیغ کا بہت اچھا ڈھب نکالا ہے"۔ آپ کو زبانیں سیکھنے کا بہت شوق تھا۔ وہ انگریزی، عربی، اٹالین اور تمام افریقی زبانوں پر مکمل عبور رکھتے تھے۔ احمدیت کے سچے فدائی تھے۔ انہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس کے خلفاء سے سچا عشق تھا۔ خدا کی ذات سے حد سے بڑھ کر پیار کرتے تھے۔ طبیعت کے بہت سادہ تھے۔ نرم خُو ، بہت ملنسار اور ہنس مکھ تھے۔ تقسیم ہند سے قبل آپ ایک گاؤں میں تبلیغ کی غرض سے گئے۔ گاؤں والوں نے کہا کہ آپ احمدی ہیں سُنا ہے کہ آپ احمدیوں کی دُعائیں بہت قبول ہوتی ہیں۔ یہ جو قریب دریا ہے ہر سال سیلاب سے بہت تباہی مچاتا ہے۔ دُعا کریں کہ خداوند کریم کسی نہ کسی طرح اس مصیبت کو ہم سے ٹال دے۔ چنانچہ آپ نے اُس دریا کے کنارے تین دن دُعا کی۔ چوتھے دن جا کر دیکھا تو دریا اپنے مقام سے پیچھے ہٹ رہا تھا۔ اس دُعا کا لوگوں پر اتنا اثر ہؤا کہ لوگ احمدیت کی حقیقت کو ماننے لگے۔

ساری عمر کھانے کو جو ملا اسی پر قناعت کی۔ ایک مرتبہ بیمار ہونے سے قبل رمضان شریف میں آپ مسجد محمود میں اعتکاف بیٹھے۔ جب اعتکاف سے اُٹھ کر گھر واپس آئے ہم نے پوچھا کہ ابا جان آپ نے کتنی دُعا کی ہے کہنے لگے کہ بیٹا بہت دُعا کرنے کا موقع ملا۔ بہت دُعا کی۔ ایک رات میں دُعا کر کے سویا تو مجھے بذریعہ کشف بتلایا گیا کہ تیرے لئے "ہم نے جنت میں گھر بنایا ہے"۔

(باقی ص۳۹ پر)

تقسیم انعامات

سالانہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ ۱۹۸۲ء کے موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک سے انعام پانے والے خوش نصیب افراد کی فہرست درج ذیل ہے بارك الله لهم ——— (قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

سندات خوشنودی حسن کارگردگی ناظمین اضلاع

اوّل کراچی مکرم نعیم احمد خانصاحب ۔ دوم گجرات مکرم سید رفیق احمد شاہ صاحب

سوم لاہور مکرم ملک عبداللطیف صاحب ستکوہی ۔

وظائف اطفال انعامی وظیفہ انصار اللہ برائے اطفال سال ۱۹۸۲ء

اوّل انعام: عزیزم اطہر محمود صاحب ناصر ابن مکرم شیخ ناصر احمد صاحب اوکاڑہ ۔

دوم انعام: عزیزم محمود احمد صاحب شاہد ابن مکرم سعید احمد صاحب عزیز آباد کراچی ۔

تعلیمی انعامات ـــ امتحان سہ ماہی اوّل

اوّل : مکرم سلطان احمد صاحب پیرکوٹی ربوہ ۔ دوم : مکرم غلام رسول صاحب اعوان ڈیرہ غازیخان ۔

سوم : " قریشی عبداللطیف صاحب اوکاڑہ ۔

امتحان سہ ماہی دوم

اوّل : مکرم محمد خلیل صاحب قریشی سلمیکی ضلع گوجرانوالہ ۔ دوم : مکرم عبدالسمیع صاحب حسنی دارالرحمت

سوم :- مکرم اخوند فیاض احمد صاحب لاہور چھاؤنی ۔

امتحان سہ ماہی سوم

اوّل : مکرم مرزا نذیر حسین صاحب مرہم عیسےٰ دارالصدر شمالی ربوہ ۔ دوم : مکرم مرزا غلام احمد صاحب دارالصدر ربوہ ۔

سوم : مکرم شیخ شریف احمد صاحب مالیر کینٹ ۔

تقریری مقابلہ اوّل : مکرم محمد صدیق صاحب بشیر آباد ضلع حیدرآباد ۔

دوم : مکرم مرید احمد صاحب فیکٹری ایریا شاہدرہ لاہور ۔ سوم : مکرم ایم بشیر الحق صاحب پتوکی ضلع لاہور ۔

حوصلہ افزائی : مکرم صوفی عبدالغنی صاحب نمبردار گنگاپور ضلع فیصل آباد

ورزشی مقابلہ جات

والی بال فائنل مقابلہ

اوّل : ربوہ ٹیم ۔ کپتان مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب
دوم : سیالکوٹ ٹیم ۔ کپتان مکرم ماسٹر محمد انور صاحب سیالکوٹ۔

رسہ کشی

اوّل : ربوہ کپتان مکرم رانا رشید احمد صاحب طارق۔
دوم : کراچی کپتان مکرم مبارک احمد صاحب شاد کراچی۔

کلائی پکڑنا

اوّل : مکرم نوازش علی صاحب
دوم : مکرم ناصر احمد صاحب وڑائچ
سوم : مکرم مقبول احمد صاحب چیمہ ۔

گولہ پھینکنا

اوّل : مکرم شبیر محمد صاحب ربوہ
دوم : مکرم لطیف احمد صاحب فیصل آباد۔
سوم : مکرم سراج الحق صاحب قریشی ربوہ

سو میٹر کی دوڑ

اوّل : مکرم جمیل احمد صاحب احمد نگر۔
دوم : مکرم عبدالغفور صاحب ربوہ
سوم : مکرم عبداللطیف صاحب فیصل آباد

میوزیکل ریس

اوّل : مکرم مقبول احمد صاحب احمد نگر۔
دوم : مکرم ولی محمد صاحب احمد نگر۔
سوم : مکرم قریشی منظور احمد صاحب لاہور۔

لانگ جمپ

اوّل : مکرم رشید خالد صاحب وزیر آباد۔
دوم : مکرم مولوی لطیف احمد صاحب فیصل آباد۔
سوم : مکرم حمید اللہ صاحب ربوہ ۔

سندات خوشنودی سائیکل سوار

o۔ مکرم علی محمد صاحب محمود آباد فارم ضلع تھرپارکر۔
o۔ مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب چک ۱۱۱ چھور ضلع شیخوپورہ ۔

"جب انسان کے اپنے نفس میں کوئی بھلائی نہ ہو تو لوگوں کے لئے بھی اس میں بھلائی نہیں۔ علم کثرت روایت کا نام نہیں۔ وہ تو نور ہے جو اللہ بندے کے دل میں ڈالتا ہے۔" (امام مالک)

کوائف سائیکل سواران

برموقع سالانہ اجتماع انصاراللہ مرکزیہ ١٩٨٢ء

•۔ ٤٧ مجالس کے ١٩٧ سائیکل سواران تشریف لائے۔

•۔ سب سے زیادہ سائیکل سوار (٦٠) ضلع سرگودھا سے تشریف لائے۔

•۔ طویل ترین (٧٥٠ میل) فاصلہ طے کرنے والے تین دوست تھرپارکر سے تشریف لائے۔ ان میں سے ایک بزرگ مکرم علی محمد صاحب کی عمر ٧٥ سال ہے۔

•۔ سائیکل سواروں میں سب سے زیادہ عمر والے بزرگ مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب چک ١١٧ چھور ضلع شیخوپورہ سے تشریف لائے۔ ان کی عمر ٨٠ سال ہے۔

•۔ تجزیہ بحساب عُمر:

٥٤ سال عمر تک سائیکل سواران کی تعداد	=	١٤٣
٥٥ تا ٦٠ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″	=	٢٥
٦١ تا ٧٠ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″	=	٢١
٧١ تا ٨٠ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″	=	٨
		= ١٩٧

نمبر شمار	نام سائیکل سوار	عمر سال	مجلس	ضلع	فاصلہ میل	نمبر شمار	نام سائیکل سوار	عمر سال	مجلس	ضلع	فاصلہ میل
١	مکرم علی محمد صاحب	٧٥	محمود آباد	تھرپارکر	٧٥٠	٨	مکرم صفدر وحید صاحب	٥٠	ملتان شہر	ملتان	١٦٠
٢	″ محمد شریف صاحب	٤٩	کریم نگر	″	″	٩	″ بشیر احمد صاحب	٤٨	″	″	″
٣	″ شیخ فضل الرحمٰن صاحب نومسلم	٢٢	کوٹ احمدیاں	″	″	١٠	″ مختار احمد صاحب ندیم	٤٦	١٣/٨-R	″	١٥٠
٤	″ حکیم بشیر احمد صاحب	٤٥	بہاولپور شہر	بہاولپور	٢٢٠	١١	″ عادل ایاز صاحب	٤٧	راولپنڈی شہر	راولپنڈی	٢٢٥
٥	″ ملک فاروق احمد صاحب کھوکھر	٤١	ملتان شہر	ملتان	١٦٠	١٢	″ رشید احمد صاحب بھٹی	٤٥	″	″	″
٦	″ چوہدری عبدالشکور صاحب	٦٠	″	″	″	١٣	″ حکیم محمد اکمل صاحب	٤٥	″	″	″
٧	″ چوہدری عبدالحی صاحب انجنیئر	٤٢	″	″	″	١٤	″ سلیم احمد خان صاحب	٥١	راولپنڈی صدر	″	″

نمبر شمار	نام سائیکل سوار	عمر سال	مجلس	ضلع	فاصلہ میل	نمبر شمار	نام سائیکل سوار	عمر سال	مجلس	ضلع	فاصلہ میل
۱۵	مکرم چوہدری محمد طفیل صاحب	۴۵	راولپنڈی صدر	راولپنڈی	۲۲۵	۳۹	مکرم محمد اسلم صاحب	۴۰	شیخ پور	گجرات	۱۲۰
۱۶	" چوہدری ناصر احمد صاحب	۴۸	"	"	"	۴۰	" صوفی ولی محمد صاحب	۳۴	گوہیکی	"	۱۳۵
۱۷	" چوہدری محمد اشرف صاحب	۴۳	"	"	"	۴۱	" حکیم حاکم علی صاحب	۵۲	چک ۱۱۲ انگوٹھہ میر الدین	"	۶۰
۱۸	" جمال ناصر صاحب	۴۳	واہ کینٹ	"	۲۵۰	۴۲	" نذیر احمد صاحب	۵۴	سیالکوٹ شہر	سیالکوٹ	۱۲۶
۱۹	" لئیق احمد صاحب چغتائی	۴۲	"	"	"	۴۳	" حکیم محمد اسلم صاحب	۷۵	"	"	"
۲۰	" ملک عنایت اللہ صاحب	۶۷	گجرات شہر	گجرات	۱۳۵	۴۴	" محمد اسلام صاحب	۴۲	"	"	"
۲۱	" ڈاکٹر احمد حسن صاحب چیمہ	۶۸	"	"	"	۴۵	" محمد اسلام صاحب راتھر	۵۴	"	"	"
۲۲	" چوہدری رشید الدین صاحب	۴۵	کھاریاں شہر	"	"	۴۶	" مظفر احمد صاحب	۳۴	ڈسپنسری کوٹلی لوہاراں	"	۱۷۵
۲۳	" چوہدری شریف احمد صاحب	۴۹	"	"	"	۴۷	" محمد اشرف صاحب	۴۴	گوہد پور	"	"
۲۴	" میاں منظور احمد صاحب	۵۰	"	"	"	۴۸	" محمد عبداللہ صاحب	۴۵	ڈنڈ پور کھرولیاں	"	۱۲۰
۲۵	" میاں بشیر احمد صاحب	۴۴	"	"	"	۴۹	" غلام رسول صاحب	۵۴	رلیوکے	"	۱۲۰
۲۶	" چوہدری فضل الٰہی صاحب	۶۵	"	"	"	۵۰	" منظور احمد صاحب	۴۲	"	"	"
۲۷	" میاں برکت علی صاحب	۶۵	"	"	"	۵۱	" چوہدری امان اللہ صاحب	۵۲	جوڑا	قصور	۱۰۵
۲۸	" شیخ محمد اسلم صاحب	۴۲	"	"	"	۵۲	" محمد صالح صاحب (مربی) خادم	۳۰	مصطفٰی آباد	"	"
۲۹	" مرزا عبدالرحمٰن صاحب	۴۴	"	"	"	۵۳	" بشیر الحق صاحب	۴۲	پتوکی	"	"
۳۰	" سید رفیق احمد شاہ صاحب	۴۸	معین الدین پور	"	"	۵۴	" میاں محمد اسلم صاحب	۴۲	"	"	"
۳۱	" سید شریف احمد صاحب	۵۴	"	"	"	۵۵	" میاں محمد محسن صاحب	۵۰	"	"	"
۳۲	" ملک علی محمد صاحب	۴۸	کھوکھر غربی	"	"	۵۶	" مستری احمد دین صاحب	۶۰	شمس آباد	"	"
۳۳	" ملک عنایت اللہ صاحب	۴۵	"	"	"	۵۷	" عبدالرشید صاحب	۴۵	کھریپڑ	"	۸۵
۳۴	" ملک الف خان صاحب	۴۳	"	"	"	۵۸	" چوہدری غلام رسول صاحب	۵۴	"	"	"
۳۵	" کیپٹن چوہدری نادر خان صاحب	۵۲	دھیر کے کلاں	"	"	۵۹	" عزیز الحق صاحب	۴۰	مغل پورہ	لاہور	۱۰۲
۳۶	" ڈاکٹر چوہدری اللہ دتہ صاحب	۶۵	"	"	"	۶۰	" سلطان احمد صاحب ملک	۴۳	"	"	"
۳۷	" چوہدری محمد اعظم صاحب	۴۵	سوک کلاں	"	"	۶۱	" الحاج رحمت حق صاحب	۶۰	"	"	"
۳۸	" سید اکبر علی شاہ صاحب	۴۲	شیخ پور	"	۱۲۰	۶۲	" چوہدری محمد شریف صاحب	۵۹	دہلی دروازہ	"	"

نمبر شمار	نام سائیکل سوار	عمر سال	مجلس	ضلع	فاصلہ میل	نمبر شمار	نام سائیکل سوار	عمر سال	مجلس	ضلع	فاصلہ میل
۶۳	مکرم محمد داؤد صاحب	۵۲	بھاٹی گیٹ	لاہور	۱۰۲	۸۷	مکرم چوہدری محمد نواز صاحب	۶۲	جھنگ صدر	جھنگ	۶۰
۶۴	,, صلاح الدین صاحب	۶۵	اسلامیہ پارک	,,	,,	۸۸	,, محمد امین صاحب	۶۰	,,	,,	,,
۶۵	,, گلزار احمد صاحب	۴۸	ماڈل ٹاؤن	,,	,,	۸۹	,, غلام حسین صاحب	۶۳	,,	,,	,,
۶۶	,, چوہدری محمد شریف صاحب	۶۲	اقبال ٹاؤن	,,	,,	۹۰	,, نور الٰہی صاحب	۵۰	بھوانہ	,,	۳۰
۶۷	,, محمد علی صاحب	۵۶	میرک	اوکاڑہ	۷۵	۹۱	,, عبد السمیع صاحب حسنی	۵۳	رجوعہ	,,	۵۰
۶۸	,, میاں خاں صاحب	۵۷	,,	,,	,,	۹۲	,, احمد علی صاحب	۵۱	لوے شریف	,,	۱۳
۶۹	,, ماسٹر ظفر اقبال صاحب	۴۲	۴۰/۳۲	,,	,,	۹۳	,, احمد بخش صاحب	۶۰	,,	,,	,,
۷۰	,, رشید احمد صاحب قمر	۴۵	ننکانہ صاحب	شیخوپورہ	۷۵	۹۴	,, خلیل الرحمن صاحب	۵۶	شورکوٹ شہر	,,	۹۶
۷۱	,, محمد سلیم صاحب	۵۰	,,	,,	,,	۹۵	,, عبد الوہاب صاحب	۶۵	فیصل آباد شہر	فیصل آباد	۳۰
۷۲	,, محمد سلیم صاحب	۵۰	,,	,,	,,	۹۶	,, مبارک احمد صاحب	۴۲	,,	,,	,,
۷۳	,, سراج الدین صاحب ظفر	۴۴	سانگلہ ہل	,,	۴۰	۹۷	,, نذیر احمد صاحب بھگل ناظم ضلع	۴۵	,,	,,	,,
۷۴	,, شیخ محمد حسین صاحب	۶۰	,,	,,	,,	۹۸	,, غلام احمد صاحب	۶۳	,,	,,	,,
۷۵	,, احمد الدین صاحب	۴۱	,,	,,	,,	۹۹	,, محمد یونس بھٹی صاحب	۴۵	,,	,,	,,
۷۶	,, چوہدری عطاء اللہ صاحب	۸۰	چک ۱۱۷ چھور	,,	,,	۱۰۰	,, چوہدری فضل کریم صاحب	۴۵	,,	,,	,,
۷۷	,, چوہدری محمد لطیف صاحب	۷۴	چک ۵۴ مرڑ	,,	,,	۱۰۱	,, عبد السلام صاحب	۵۲	,,	,,	,,
۷۸	,, ملک شبیر صاحب	۴۶	جھنگ صدر	جھنگ	۶۰	۱۰۲	,, محمد اسلم خانصاحب	۴۴	,,	,,	,,
۷۹	,, جمال الدین احمد صاحب	۴۷	,,	,,	,,	۱۰۳	,, محمد اصغر صاحب	۴۵	,,	,,	,,
۸۰	,, عبد الرحمن صاحب	۵۴	,,	,,	,,	۱۰۴	,, محمد رفیق صاحب (خادم)	۲۴	,,	,,	,,
۸۱	,, محمد اسماعیل صاحب	۷۰	,,	,,	,,	۱۰۵	,, مسعود ارشد صاحب (,,)	۱۵	,,	,,	,,
۸۲	,, ملازم حسین صاحب	۵۵	,,	,,	,,	۱۰۶	,, محمد طفیل صاحب	۳۹	,,	,,	,,
۸۳	,, محمد میال صاحب	۴۶	,,	,,	,,	۱۰۷	,, منوّر احمد صاحب	۱۸	,,	,,	,,
۸۴	,, جلال الدین صاحب	۵۸	,,	,,	,,	۱۰۸	,, محمد انور صاحب	۲۵	,,	,,	,,
۸۵	,, محمد صادق صاحب	۵۴	,,	,,	,,	۱۰۹	,, ممتاز احمد صاحب	۲۰	,,	,,	,,
۸۶	,, چوہدری عبد الغنی صاحب ناظم ضلع	۶۸	,,	,,	,,	۱۱۰	,, منظور احمد صاحب	۴۶	,,	,,	,,

نمبر شمار	نام سائیکل سوار	عمر سال	مجلس	ضلع	فاصلہ میل	نمبر شمار	نام سائیکل سوار	عمر سال	مجلس	ضلع	فاصلہ میل
۱۱۱	مکرم ظفر اللہ صاحب	۵۶	فیصل آباد شہر	فیصل آباد	۳۰	۱۳۵	مکرم محمد اشرف صاحب	۵۰	ترگڑی	گوجرانوالہ	۱۰۰
۱۱۲	" خالد مسعود صاحب	۴۴	"	"	"	۱۳۶	" میاں سلطان احمد صاحب	۶۰	مانگٹ اونچے	"	۷۰
۱۱۳	" عطا محمد صاحب	۴۵	جڑانوالہ	"	۴۰	۱۳۷	" میاں سردار محمد صاحب	۷۲	"	"	"
۱۱۴	" رحمت اللہ صاحب	۶۸	چک ۶۶ ج ب	"	۳۵	۱۳۸	" قریشی محمود الحسن صاحب	۷۰	سرگودھا شہر	سرگودھا	۲۸
۱۱۵	" چوہدری ظہور احمد صاحب	۴۵	۱۲۷ R.B ہیلوپور	"	۲۵	۱۳۹	" رانا عبد الغفار صاحب	۴۴	"	"	"
۱۱۶	" چوہدری ثناء اللہ صاحب	۶۵	"	"	"	۱۴۰	" محمد دین صاحب انور	۶۱	"	"	"
۱۱۷	" چوہدری محمد اشرف صاحب	۴۱	"	"	"	۱۴۱	" رائے برکت اللہ صاحب منگلا	۴۲	"	"	"
۱۱۸	" سعید احمد صاحب بٹ	۳۴	مانانوالہ ۳۰ R.B	"	۳۴	۱۴۲	" صوفی عبد العزیز صاحب	۵۵	"	"	"
۱۱۹	" عبد القدیر صاحب (خادم)	۲۳	"	"	"	۱۴۳	" صوفی نور محمد صاحب	۵۶	"	"	"
۱۲۰	" محمد حنیف صاحب	۵۰	۲۱۹ R.B گنڈا سنگھ والا	"	۳۵	۱۴۴	" محمد صدیق صاحب	۴۹	"	"	"
۱۲۱	" ڈاکٹر محمد شفیع صاحب	۵۵	چک ۹۶ گ ب	"	۴۶	۱۴۵	" شیر محمد شاہ صاحب	۴۲	"	"	"
۱۲۲	" محمد رمضان صاحب	۵۵	"	"	"	۱۴۶	" مرزا نثار احمد صاحب	۵۰	"	"	"
۱۲۳	" محمد عبد اللہ صاحب	۶۵	"	"	"	۱۴۷	" فتح محمد خان صاحب	۵۳	"	"	"
۱۲۴	" سلطان احمد صاحب	۶۰	"	"	"	۱۴۸	" مستری نور محمد صاحب	۵۶	"	"	"
۱۲۵	" عبد الرحمٰن صاحب	۶۸	"	"	"	۱۴۹	" مستری رشید احمد صاحب	۴۴	"	"	"
۱۲۶	" صوبیدار فضل محمد صاحب	۷۲	ٹوبہ ٹیک سنگھ	ٹوبہ ٹیک سنگھ	۴۰	۱۵۰	" مہر نیاز احمد اعظم صاحب	۵۰	"	"	"
۱۲۷	" عبد الرشید خالد صاحب	۴۲	وزیر آباد	گوجرانوالہ	۱۰۰	۱۵۱	" چوہدری سید محمد صاحب	۷۲	"	"	"
۱۲۸	" ملک ریاض احمد صاحب	۴۲	"	"	"	۱۵۲	" عاشق حسین صاحب	۵۰	"	"	"
۱۲۹	" عطا محمد صاحب	۵۲	ترگڑی	"	۱۰۰	۱۵۳	" وسیم احمد صاحب	۴۶	"	"	"
۱۳۰	" مولوی مبارک احمد صاحب	۴۵	"	"	"	۱۵۴	" محمد اشرف صاحب	۴۳	"	"	"
۱۳۱	" محمد شریف صاحب	۴۳	"	"	"	۱۵۵	" محمد عامل صاحب بدر	۶۰	"	"	"
۱۳۲	" ثناء اللہ صاحب	۴۵	"	"	"	۱۵۶	" محمد عالم صاحب	۶۲	"	"	"
۱۳۳	" محمد یوسف صاحب	۴۵	"	"	"	۱۵۷	" میر مبارک حسین صاحب	۷۲	"	"	"
۱۳۴	" میاں احمد الدین صاحب	۶۵	"	"	"	۱۵۸	" عبد القادر صاحب	۵۲	"	"	"

نمبر شمار	نام سائیکل سوار	عمر سال	مجلس	ضلع	فاصلہ میل
۱۵۹	مکرم محمد حیات جوئیہ صاحب	۴۲	سرگودھا شہر	سرگودھا	۲۸
۱۶۰	〃 چوہدری ہدایت اللہ صاحب	۷۵	چک ۳۵ جنوبی	〃	۲۶
۱۶۱	〃 مستری محمد شریف صاحب	۵۰	〃	〃	〃
۱۶۲	〃 نذیر احمد صاحب	۵۴	چک ۳۷ جنوبی	〃	۲۲
۱۶۳	〃 سلطان احمد صاحب	۵۰	〃	〃	〃
۱۶۴	〃 چوہدری رحمت اللہ صاحب	۵۴	چک ۳۸ جنوبی	〃	۱۸
۱۶۵	〃 چوہدری سردار احمد صاحب	۵۲	〃	〃	〃
۱۶۶	〃 چوہدری محمد یوسف صاحب	۵۳	〃	〃	〃
۱۶۷	〃 محمد رمضان صاحب	۴۲	〃	〃	〃
۱۶۸	〃 ظفر اللہ خانصاحب	۵۱	چک ۱۳۴ جنوبی	〃	۲۲
۱۶۹	〃 محمد اکبر صاحب	۶۶	〃	〃	〃
۱۷۰	〃 غلام محمد صاحب	۴۸	چک ۴۶ شمالی	〃	۲۸
۱۷۱	〃 محمد اسلم صاحب	۴۸	〃	〃	〃
۱۷۲	〃 منظور احمد صاحب	۵۰	〃	〃	〃
۱۷۳	〃 بشیر احمد صاحب	۶۵	〃	〃	〃
۱۷۴	〃 عظمت اللہ صاحب	۴۵	〃	〃	〃
۱۷۵	〃 نثار احمد صاحب	۶۳	چک ۱۴۹ جنوبی	〃	۲۰
۱۷۶	〃 محمد اقبال خانصاحب	۶۰	چک ۱۷ 〃	〃	۳۳
۱۷۷	〃 احسان اللہ صاحب (خادم)	۲۶	چک ۷۸ 〃	〃	۳۰
۱۷۸	〃 منصور احمد صاحب (〃)	۲۲	〃	〃	〃
۱۷۹	〃 چوہدری نصیر احمد صاحب	۵۵	〃	〃	〃
۱۸۰	〃 محمد شریف صاحب	۶۲	〃	〃	〃
۱۸۱	〃 مولوی گل محمد صاحب	۵۹	〃	〃	〃
۱۸۲	〃 غلام رسول صاحب	۵۶	چک ۸۶ جنوبی	〃	۲۸
۱۸۳	مکرم نذیر احمد صاحب	۵۴	چک ۷۴ جنوبی	سرگودھا	۳۲
۱۸۴	〃 مبشر احمد صاحب	۴۱	چک ۸۸ شمالی	〃	۲۸
۱۸۵	〃 اللہ دتہ صاحب	۴۱	چک ۹۸ شمالی	〃	〃
۱۸۶	〃 محمود احمد صاحب	۴۷	〃	〃	〃
۱۸۷	〃 محمد اشرف صاحب	۴۶	〃	〃	〃
۱۸۸	〃 محمد افضل صاحب	۵۲	〃	〃	〃
۱۸۹	〃 محمد رمضان صاحب	۴۵	〃	〃	〃
۱۹۰	〃 عبداللہ خانصاحب	۶۹	چک ۹۹ شمالی	〃	〃
۱۹۱	〃 غلام احمد صاحب	۶۵	〃	〃	〃
۱۹۲	〃 منظور احمد صاحب	۴۸	〃	〃	〃
۱۹۳	〃 مختار احمد صاحب	۵۰	〃	〃	〃
۱۹۴	〃 ظہور احمد صاحب	۴۷	〃	〃	〃
۱۹۵	〃 منور احمد صاحب	۴۱	〃	〃	〃
۱۹۶	〃 ماسٹر عطاء اللہ صاحب نعیم	۴۵	اورحمہ	〃	۵۵
۱۹۷	〃 سلطان احمد صاحب	۶۰	تخت ہزارہ	〃	۳۰

نائب صدر صف دوم

مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ

ناظمین اضلاع کی ذمہ داری

محترم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے سالانہ اجتماع کے موقع پر انصار سے خطاب فرماتے ہوئے یہ تحریک فرمائی ہے کہ ماہنامہ انصار اللہ کی خریداری اس سال کم از کم پانچ ہزار تک پہنچائی جائے۔ صدر محترم کے ارشاد کے مطابق ذیل میں ضلعوار ماہنامہ انصار اللہ کا گوشوارہ دیا گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہر ضلع کے لئے ٹارگٹ بھی مقرر کیا گیا ہے۔ میں تمام ناظمین اضلاع سے درخواست کرتا ہوں کہ صدر محترم کے ارشاد کی تعمیل میں اپنے اپنے ضلع میں اس ٹارگٹ کو پورا کرنے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر کام شروع کریں اور جلد از جلد اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور اعلیٰ رنگ میں کام کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

اپنی کوششوں سے ساتھ کے ساتھ صدر محترم کو آگاہ فرماتے رہیں۔ جہاں جہاں ماہنامہ انصار اللہ کے نمائندگان مقرر ہیں ان سے بھی درخواست ہے کہ وہ ناظمین کے ساتھ مل کر اس کارِ خیر میں بھرپور حصہ لیں۔

سب سے پہلے جو مجلس ٹارگٹ پورا کرے گی اس کا نام رسالہ میں بغرض دعائے خاص شائع کیا جائے گا۔

والسلام — چوہدری محمد ابراہیم
مینجر ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ

نمبر شمار	نام اضلاع	تعداد کل انصار	تعداد مجالس	تعداد خریداری اکتوبر ۱۹۸۱ء	تعداد خریداری اکتوبر ۱۹۸۲ء	خریداری فیصد بلحاظ تعداد	ٹارگٹ خریدار	کیفیت
۱	فیصل آباد	۱۳۵۱	۱۲۳	۱۶۰	۱۵۳	۱۱٪	۲۴۰	
۲	شیخوپورہ	۷۱۷	۶۳	۶۳	۸۴	۱۲٪	۱۰۰	
۳	لاہور	۸۹۰	۲۲	۲۶۹	۲۵۰	۲۸٪	۲۰۰	
۴	قصور	۱۰۷	۱۳	۱۱	۱۲	۱۱٪	۱۵	
۵	جھنگ	۲۶۹	۳۰	۲۳	۳۰	۱۱٪	۳۰	
۶	سیالکوٹ	۱۴۹۰	۱۱۸	۱۲۵	۱۴۰	۹٪	۱۵۰	
۷	گوجرانوالہ	۶۲۳	۵۲	۸۳	۸۵	۱۴٪	۷۰	

نمبر شمار	نام اضلاع	تعداد کل انصار	تعداد مجالس	تعداد خریداری اکتوبر ۱۹۸۱ء	تعداد خریداری اکتوبر ۱۹۸۲ء	خریداری فیصد بلحاظ تعداد	ٹارگٹ خریداری	کیفیت
۸	سرگودھا	۸۳۹	۶۷	۸۱	۸۶	۱۰٪	۱۰۰	
۹	گجرات	۶۴۹	۶۰	۸۷	۱۲۱	۱۹٪	۶۰	
۱۰	جہلم	۱۷۶	۲۱	۱۹	۲۶	۱۵٪	۲۵	
۱۱	راولپنڈی۔اسلام آباد	۴۱۷	۱۷	۹۱	۸۶	۲۱٪	۱۲۰	
۱۲	اٹک	۲۲	۴	۷	۹	۴۱٪	۵	
۱۳	میانوالی	۲۴	۶	۴	۶	۲۵٪	۲۵	
۱۴	پشاور	۱۰۵	۸	۳۸	۳۵	۳۳٪	۱۰	
۱۵	ہزارہ ڈویژن	۴۲	۶	۱۰	۳	۷٪	۱۰	
۱۶	آزاد کشمیر	۹۶	۱۸	۱۶	۳۴	۳۵٪	۱۰	
۱۷	ڈیرہ غازیخان	۱۳۴	۱۵	۱۳	۱۸	۱۳٪	۱۵	
۱۸	مظفر گڑھ	۱۷۰	۲۸	۸	۱۱	۶٪	۴۰	
۱۹	ساہیوال	۲۸۸	۳۵	۳۷	۵۵	۱۹٪	۵۰	
۲۰	وہاڑی	۱۲۵	۱۷	۵۲	۲۱	۱۷٪	۲۰	
۲۱	ملتان	۳۰۹	۳۸		۱۵۵	۵۰٪	-	اپنا معیار قائم رکھیں
۲۲	بہاول پور	۱۳۶	۱۶	۲۰	۳۸	۲۸٪	۲۰	
۲۳	بہاول نگر	۲۱۲	۳۱	۳۰	۵۶	۲۶٪	۳۰	
۲۴	رحیم یار خان	۹۳	۲۱	۱۱	۱۹	۲۰٪	۲۱	
۲۵	کراچی	۵۸۴	۵	۳۰۱	۳۹۲	۶۷٪	۱۰۰	
۲۶	کوئٹہ	۹۷	۱	۳۲	۲۵	۲۶٪	۳۰	
۲۷	حیدرآباد	۲۲۱	۱۳	۱۲۰	۱۰۰	۴۵٪	۳۰	
۲۸	بدین	۸۸	۹	۱۲	۲۷	۳۱٪	۱۵	
۲۹	نواب شاہ	۱۱۸	۲۱	۳۳	۵۰	۴۲٪	۲۰	
۳۰	تھرپارکر	۴۶۳	۲۶	۵۸	۱۰۹	۲۴٪	۴۰	
۳۱	سانگھڑ	۴۵	۶	۲۰	۲۰	۴۴٪	۵	
۳۲	خیرپور میرس	۵۷	۱۱	۸	۱۸	۳۱٪	۱۰	

نمبر شمار	نام اضلاع	تعداد کل انصار	تعداد مجالس	تعداد خریداری اکتوبر ۱۹۸۱ء	تعداد خریداری اکتوبر ۱۹۸۲ء	خریداری فیصد بلحاظ تعداد	ٹارگٹ خریدار	کیفیت
۳۳	سکھر۔ جیکب آباد	۵۸	۱۱	۱۷	۲۰	۳۴٪	۱۰	
۳۴	لاڑکانہ	۵۳	۸	۹	۷	۱۳٪	۱۰	
۳۵	ربوہ	۱۳۵۵	۱	۱۲۲	۱۱۲	۸٪	۳۵۰	
۳۶	ڈیرہ اسماعیل خان	۴	۱	۲	۳	۷۵٪	-	
۳۷	مردان	۳۰	۱	۲	۲	۶٪	۶	
۳۸	دادو	۵	۲	۲	۲	۴۰٪	۱	
۳۹	کوہاٹ	۹	۲	۱	۴	۴۴٪	۲	
۴۰	بنوں	۹	۲	۲	۱	۱۱٪	۳	
۴۱	ممالک بیرون	-	-	۳۰۶	۲۴۳	-	۱۲۰	
۴۲	متفرق	.	.	-	۱۳۲	-	-	
	میزان			۲۲۰۵	۲۸۰۰			

(بقیہ از صفحہ ۲۹)

نماز تو آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی۔ قرآن کریم بہت صاف صاف اور بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ آپ جہاں کہیں بھی گئے جو بھی کام کیا۔ جو بھی سفر کیا محض خدا کی رضا کے لئے کیا۔ آپ موصی تھے۔ خدمت آپ کا شیوہ تھا۔ ہر ایک سے بہت اخلاق سے پیش آتے۔ آپ نے تین چار کُتب تالیف کیں۔ مذاہبِ عالم پر مشتمل ایک کتاب لکھی جس کا نام "صلوٰۃ الادیان" رکھا۔ آپ کی تعلیم بی۔اے تھی۔

آپ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ بہت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن آپ اپنے مؤقف پر ڈٹے رہے۔ آپ امام وقت کی کامل اطاعت گزاری کرتے تھے۔ آپ ایک اچھے مقرر تھے۔ آپ کی تحریر میں جذب تھا۔ روزنامہ الفضل میں بھی آپ کے مضمون شائع ہوتے رہے۔

آپ قریبًا ۱۹۷۰ء میں صاحبِ فراش ہوئے آپ پر فالج کا حملہ ہوا جس سے دایاں بازو اور داہنی ٹانگ بالکل بیکار ہو گئے۔ آپ لاٹھی کے سہارے سے چلتے تھے۔ تقریبًا ۵ سال اسی طرح فالج میں گزارے۔

آپ نے بہت صبر سے اس بیماری کو برداشت کیا۔ بیماری کی حالت میں بھی آپ چارپائی پر نماز ادا کرتے تھے۔ آپ نے کبھی کسی حالت میں بھی نماز قضا نہیں کی۔ بہت ہی صابر اور شاکر تھے۔

پانچ سال بیمار رہنے کے بعد آپ ۷۵ سال کی عمر میں ۲۷ مئی ۱۹۷۵ء کو اس دُنیائے فانی سے کوچ کر گئے اور اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے۔ موصی ہونے کی وجہ سے احاطہ بہشتی مقبرہ میں مربیان کے قطعہ خاص میں دفن ہوئے۔

خداوند کریم سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم بھی آپ کی طرح تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے والے ہوں۔ (آمین)

بچّوں کا صفحہ

رَحمۃُ اللّعٰلمین

پیارے بچّو! اللہ آپ کو اپنا پیار عطا فرمائے۔ ہمارا اللہ بہت رحم کرنے والا ہے۔ ہمارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے "رحمۃٌ للعالمین" یعنی سب جہانوں کے لئے رحمت کہا۔ آپ کی رحمت کے دو تین واقعات ہمارے پیارے امام خلیفۃ المسیح الرّابع حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے جلسہ سالانہ کی تقریر میں سُنائے تھے۔ انہیں سُنیئے اور ان پر عمل کیجئے۔ خدا آپ پر فضل فرمائے۔

ایک روز کا ذکر ہے ہمارے پیارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ایک انصاری صحابی کے گھر تشریف لے گئے۔ پیارے بچو! جو صحابہ مکّہ میں اپنے گھر بار چھوڑ کر مدینہ آئے تھے انہیں مہاجر کہتے ہیں اور جو مدینہ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے چونکہ اپنے مہاجر مسلمان بھائیوں کی مدد کی۔ اس لئے انہیں انصار کہتے ہیں۔ اُس انصاری صحابی کے اُونٹ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو وہ بلبلایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار سے اپنا ہاتھ اُونٹ پر پھیرا اور اپنے اُس انصاری صحابی کو فرمایا کہ تمہارے اُونٹ نے میرے پاس شکایت کی ہے۔ خدا نے تمہیں اس کا مالک بنایا ہے۔ تم خدا سے اس کے بارہ میں کیوں نہیں ڈرتے۔ اس سے کام لیتے ہو تو چارہ بھی اسے وقت پر دو۔

اسی طرح آپؐ ایک سفر میں تھے۔ آپؐ نے دیکھا ایک اونٹ بھوک کی وجہ سے دُبلا ہوگیا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا ان بے زبانوں کے متعلق خدا سے ڈرو۔

ہمارے پیارے امام نے ایک اَور واقعہ بھی سُنایا۔ ایک موقعہ پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا۔ ایک پرندہ اڑ رہا ہے اور بہت پریشان ہے، آوازیں دے رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بھئی! اس کو کس نے تکلیف دی ہے۔ ایک کم عمر صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ مَیں نے اس کے انڈے اُٹھائے ہیں۔ فرمایا۔ اِس جانور پر رحم کرو۔ اَور اس کے انڈے جہاں سے لئے ہیں وہیں رکھ دو۔

پیارے بچو! کسی کو مت ستاؤ۔ جانوروں پر بھی رحم کرو۔ اُن کو وقت پر چارہ دو۔ پرندوں کو دانہ دُنکا ڈالو۔ گھر میں چڑیاں آتی ہیں اُن کو مت پکڑو۔ اگر اپنے کسی بھائی کو دیکھو وہ کسی جانور کو مار رہا ہے۔ کسی پرندے کو تنگ کر رہا ہے تو اُسے پیار سے سمجھاؤ۔ ایسا کرو گے تو اپنے آقا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کرو گے۔

پیارے بچو! صحابی اُس شخص کو کہتے ہیں جو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر آپ کی زندگی میں ایمان لایا۔ اور اُس نے آپ کو ایمان کی حالت میں دیکھا۔ جیسے حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ۔

پیارے بچو! ایک اور بات یاد رکھو جب بھی آپ آنحضرت یعنی حضرت محمّد صلے اللہ علیہ وسلم کا نام لیں۔ یا آپ کے سامنے کوئی اور آپ کا نام لے تو تم صلی اللہ علیہ وسلم ضرور کہا کرو۔

عہدیداران مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ برائے سال ۱۳۶۲ہش / ۱۹۸۳ء

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ کے لئے مندرجہ ذیل عہدیداران کا تقرر برائے سال ۱۳۶۲ہش / ۱۹۸۳ء منظور فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ آمین۔

اراکین خصوصی

۱۔ محترم مولانا عبد المالک خان صاحب
۲۔ محترم صاحبزادہ مرزا منوّر احمد صاحب
۳۔ محترم چوہدری احمد مختار صاحب
۴۔ محترم چوہدری انور حسین صاحب
۵۔ محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب انگلینڈ
۶۔ محترم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ سوئٹزرلینڈ
۷۔ محترم عبد الوہاب آدم صاحب گھانا
۸۔ محترم مظفر احمد صاحب ظفر امریکہ
۹۔ محترم محمد یحییٰ نیبتو صاحب انڈونیشیا
۱۰۔ محترم سوین ہنسن نوح صاحب ڈنمارک

عہدیداران

۱۔ مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نائب صدر و قائد بیرون
۲۔ مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب　نائب صدر صف دوم
۳۔ 〃 چوہدری شبیر احمد صاحب نائب صدر و قائد تحریک جدید
۴۔ 〃 چوہدری عبد القادر صاحب　قائد عمومی
۵۔ 〃 لئیق احمد صاحب طاہر　قائد تربیت
۶۔ 〃 مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر　قائد اصلاح وارشاد
۷۔ 〃 منور شمیم خالد صاحب　قائد تعلیم
۸۔ 〃 صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب۔　قائد ذہانت وصحت جسمانی
۹۔ 〃 عبد الرشید صاحب غنی　قائد مال
۱۰۔ 〃 ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی　قائد اشاعت
۱۱۔ 〃 محمد اسلم صاحب صابر　قائد تجنید
۱۲۔ 〃 مولوی محمد بشیر صاحب شاد　قائد وقفِ جدید
۱۳۔ 〃 چوہدری سمیع اللہ صاحب سیال۔ قائد ایثار
۱۴۔ 〃 صوفی غلام محمد صاحب　آڈیٹر
۱۵۔ 〃 اللہ بخش صاحب　زعیم اعلیٰ ربوہ

چوہدری حمید اللہ

(صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ)